REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N.61/57.

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP. 3

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

جلد ۲۳ — شمارہ ۴۵

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر: جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲۱ر شوال ۱۳۹۴ ہجری — ۷ر نبوت ۱۳۵۳ ہش — ۷ر نومبر ۱۹۷۴ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۴ر نبوت (نومبر) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل ۲۸ر اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے کہ

"حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے آمین۔

قادیان۔ ۴ر نبوت (نومبر) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

★ — الحاج حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع جملہ درویشان کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ ❊

جماعتِ احمدیہ کی طرف سے غانا میں ایک اور مسجد کی تعمیر

مغربی افریقہ کے مُلک غانا کے طول و عرض میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک جماعتِ احمدیہ کی طرف سے کوئی دو صد کے قریب مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ مجلس نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کے تحت غانا میں کام کرنے والے ڈاکٹر صاحبان اور اساتذہ کرام بھی خدا کے فضل سے اپنے ذاتی مصارف میں سے رقم بچا کر تعمیرِ مساجد جیسے نیک کام میں دل کھول کر حصہ لے رہے ہیں۔ کچھ ہی عرصہ قبل مکرم ڈاکٹر سید غلام نبی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ انہوں نے اپنے ذاتی خرچ سے غانا کے شہر کماسی میں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کرائی۔ اب غانا کے ہی ایک قصبہ فومینا میں جہاں پر کہ مجلس نصرت جہاں کا ایک ہائی سکول ہے اللہ تعالیٰ نے دو واقفِ زندگی اساتذہ کو توفیق عطا فرمائی ہے کہ انہوں نے اپنے خرچ پر اس قصبہ میں ایک مسجد کی تعمیر کا کام شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ مکرم سید ساجد احمد صاحب ایم۔ ایس سی ٹیچر احمدیہ سیکنڈری سکول فومینا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں اپنے مکتوب ۲۳ر اگست ۱۹۷۴ء میں لکھتے ہیں:-

"سیدی و مولائی! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

نہایت ادب سے عرض ہے کہ فومینا میں کوئی مسقف مسجد نہ تھی۔ سکول کی نئی عمارت کے قریب محترم کمال الدین صاحب اور خاکسار سید ساجد احمد نے ایک چھوٹی سی مسجد کی تعمیر شروع کی ہے۔ ۱۸ر اگست ۱۹۷۴ء کو محترم نصیر احمد صاحب ریجنل مشنری اشانٹی ریجن نے سنگِ بنیاد رکھا۔ حضورِ پُر نور کی خدمتِ اقدس میں دعا کے لئے درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فومینا کی سب سے پہلی احمدیہ مسجد کو بخیر و خوبی مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری کوشش کو قبول فرمائے۔ اپنے فضل و کرم سے اس میں برکت ڈالے۔ آمین اللّٰھم آمین۔"

لائبیریا (مغربی افریقہ) کے قصبہ سانوے میں مجلس نصرت جہاں کے احمدیہ کالج کے متعلق

محکمۂ تعلیم کے علاقائی نگران مسٹر ورنر کا خوشکن تبصرہ

جیسا کہ احباب جماعت جانتے ہیں کہ لائبیریا کے قصبہ سانوے میں مجلس نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کے تحت گزشتہ سال ایک کالج کا اجراء ہوا تھا۔ یہ کالج مکرم سردار رفیق احمد صاحب کی زیر سرکردگی کامیابی کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ کالج کی اپنی عمارت زیرِ تعمیر ہے اور اُمید ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گی۔

محکمۂ تعلیم کے علاقائی نگرانِ اعلیٰ مسٹر ورنر نے ۵ر جون ۱۹۷۴ء کو اس سکول کا معائنہ کرنے کے بعد جو ریمارکس لکھے ہیں اُن کا ترجمہ درج ذیل ہے:

"۵ر جون کو جماعتِ احمدیہ لائبیریا کی شاخ سانوے کو دیکھنے کا موقع ملا۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ سکول اپنے اغراض و مقاصد اور اپنی تنظیم کے پیشِ نظر تاریک و تار اندھیرے میں روشنی کا مینارہ ثابت ہوگا۔ میرے اس طرزِ اظہار کا باعث یہ امر ہے کہ احمدیہ مشن کے وسیع تر منصوبہ میں سکول کے لئے گریجوایٹ اساتذہ مہیا کرنے کے علاوہ علاقہ کی مزید فلاح و بہبود کی خاطر جدید طرز کے ہسپتال کے قیام اور اس کے لئے ڈاکٹرز فراہم کرنے کا پروگرام بھی شامل ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مفید اور مؤثر تعلیم کے لئے شوق رکھنے والے تربیت یافتہ اور محنتی اسٹاف اور مناسب تعلیمی نظام اور سامان کا میسر آنا بے حد ضروری ہے۔ علاوہ ازیں پُر سکون ماحول اور سب سے بڑھ کر طلباء میں علم حاصل کرنے کے ذوق و شوق کا پایا جانا لازمی اور لابدی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس سکول کا پلان جیسا کہ "لائبیرین سٹار" میں شائع ہوا ہے جاری رہا تو ہمارے بچے صحت مند اور ٹھوس تعلیم حاصل کر سکیں گے۔ اور اس طرح بہت سی زندگیاں ضائع ہونے سے بچ جائیں گی۔"

(باقی دیکھئے ۱۶ پر)

خلاصۂ خطبہ جمعہ

فرمودہ ۴ر اخاء ۱۳۵۳ / ۴ر اکتوبر ۱۹۷۴ء

ربوہ ۵ر اخاء (اکتوبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کل ناسازیٔ طبع کے باوجود مسجد اقصیٰ میں نمازِ جمعہ پڑھائی۔ نماز سے قبل حضور نے اپنے گزشتہ دو خطبات کے تسلسل میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اس امر پر مزید روشنی ڈالی کہ اُس معرفتِ الٰہی کے زیرِ اثر جو بحمد اللہ تعالیٰ احمدیوں کو حاصل ہے کسی واقعہ کے بارہ میں ان کا ردِّ عمل کن نتائج کا حامل ہوتا ہے۔ گزشتہ دو خطبات میں حضور نے دو منفی نوعیت اور دو مثبت نوعیت کی خصوصیات کے ضمن میں حضور نے واضح فرمایا تھا کہ کسی بڑے واقعہ پر کسی احمدی کا ردِّ عمل ایسا نہیں ہو سکتا کہ جس میں ظلم اور فساد کا کوئی شائبہ پایا جائے۔ اپنے تازہ خطبہ میں حضور نے اس ضمن میں تیسری نوعیت کی تیسری خصوصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ احمدی جہاں کسی بھی صورت میں نہ ظلم کا مرتکب ہو سکتا ہے اور نہ فساد کا وہاں کسی بھی حال میں وہ ایسا طرزِ عمل اختیار نہیں کر سکتا جس سے تکبّر کی بُو آئے۔ اس تعلق میں حضور نے سورۃ اعراف کی آیات اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْھَا لَا تُفَتَّحُ لَھُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ اور وَلَوْ اَنَّ اَھْلَ الْقُرٰٓی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْھِمْ بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ کی نہایت لطیف تفسیر بیان فرمائی۔ اور بتایا کہ حالیہ مذہبی فیصلہ پر ہی نہیں بلکہ ہر واقعہ پر ہم احمدیوں کا جو معرفتِ الٰہی کے زیرِ اثر خشیت و محبتِ الٰہی کے اوصاف سے بحمد اللہ تعالیٰ پوری طرح متصف ہیں) ردِّ عمل ایسا ہونا چاہیئے کہ جس میں تکبر کا شائبہ تک نہ ہو اور ہم اپنے آپ کو لاشئے محض سمجھتے ہوئے انکسار کا کامل نمونہ بنے رہیں۔ تا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا ہم پر نزول ہو اور ہم اس کی جناب میں معزز قرار پائیں۔ وہ عرفان ہے جو ہمیں عطا کیا گیا ہے اور یہی وہ مابہ الامتیاز ہے جس سے ہم دنیا میں شناخت کئے جاتے ہیں۔ (الفضل ۱۶ر اکتوبر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۷ر نبوت ۱۳۵۳ ہش

امام مہدی کا ظہور
اور
ایک شیعہ رہنما کے وساوس پر ایک نظر

روزنامہ الجمعیۃ دہلی میں شائع شدہ ایک رپورٹ کے مطابق بمبئی کے ایک ممتاز شیعہ رہنما نے حیدرآباد میں "ختم نبوت اور قرآن" کے موضوع پر خطاب فرمایا اور "مسئلہ قادیانیت" پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا "جب دنیا ظلم و جبر اور بے انصافی سے بھر جائے گی تب مہدی کا ورود ہوگا۔ اور وہ ظلم کا قلع قمع کر دیں گے اور دنیا کو انصاف سے بھر دیں گے۔ لیکن اس خود ساختہ مہدی سے قبل نہ تو دنیا ظلم سے بھر گئی تھی! اور نہ ہی انہوں نے اُسے پاک کیا۔"

(الجمعیۃ دہلی ۲۳ر اکتوبر ۱۹۷۴ء صہ ۲)

معلوم نہیں "ختم نبوت اور قرآن" کے ضمن میں مقرر نے کیا فرمایا کیونکہ رپورٹ میں اس کا ذکر نہیں۔ تاہم شکر کا مقام ہے کہ فی الوقت علماء حضرات جو ختم نبوت کے ایشوع پر اس قسم کا غلط پروپیگنڈہ کرتے رہے ہیں کہ ختم نبوت کے معنے انقطاع نبوت کے ہیں اور کہ حضور کے بعد کسی قسم کا نبی کیا کوئی مصلح ربانی تک بھی امت محمدیہ میں پیدا نہ ہوگا، شیعہ رہنما کی اس تقریر کے خلاصہ سے اس امر کی روشنی مل گئی کہ شیعہ حضرات دوسرے علماء کی نسبت لچکدار خیالات رکھتے ہیں۔ اور امام مہدی کی آمد اور اس کے ذریعہ اُمّتِ محمدیہ کی بگڑی بنائے جانے کے منتظر ہیں۔

جہاں تک دیگر علماء کے انتہا پسند نظریات کا سوال ہے اس بارہ میں ہم بدر کی گذشتہ خصوصی اشاعت "خاتم النبیین نمبر" میں مفصل بحث کر چکے ہیں کہ غیر احمدی علماء کا یہ خیال کہ ختم نبوت کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کا قطعی بند ہو جانے کے ہیں حتی کہ کسی مصلح ربانی کی آمد بھی ممتنع ہے، اُن کا یہ نظریہ قطعی طور پر غیر اسلامی اور غیر قرآنی ہے۔ اس لئے کہ قرآن کریم نہایت درجہ واشگاف الفاظ میں ایسے خیالات رکھنے والوں کو راہِ راست سے بھٹکے ہوئے اور مُسرف و مُرتاب قرار دیتا ہے (ملاحظہ ہو سورۃ مومن آیت ۳۵) اس لئے اس بحث کے اعادہ کی اس وقت ضرورت نہیں۔

البتہ شیعہ رہنما بزرگ نے امام مہدی کے متعلق جو اظہار خیال فرمایا ہے ہم اسی پر آج کی گفتگو کرنا چاہتے ہیں ؏

شاید کہ کسی دِل میں اُتر جائے مری بات

مقرر موصوف نے اپنی تقریر میں (جس کا خلاصہ مندرجہ رپورٹ میں دیا گیا ہے) امام مہدی کے زمانہ کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے، بلاشبہ احادیث نبویہ میں ایسا ہی وارد ہوا ہے۔ کہ جب دُنیا ظلم و جبر اور بے انصافی سے بھر جائے گی تب مہدی ظہور فرما ہوں گے۔ اور وہ ظلم کا قلع قمع کر دیں گے اور دُنیا کو انصاف سے بھر دیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ مقرر صاحب کو اس بات سے انکار ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے جو امام مہدی ہونے کا دعوے کیا، آپ کی بعثت کے وقت:

"نہ تو دُنیا ظلم سے بھر گئی اور نہ ہی انہوں نے اسے پاک کیا۔" (الجمعیۃ دہلی ۲۳ر اکتوبر)

شیعہ بزرگ کے اس دوہرے انکار سے حقائقِ ثابتہ کی صورت بدل نہیں سکتی۔ جب سُورج نصف النہار پر چمک رہا ہو تو اس سے انکار وہی کر سکتا ہے جو جان بوجھ کر حقائق سے رُوگردانی کرنے والا ہے۔ یا پھر اس کی اپنی بینائی میں کچھ نقص ہے۔ لیکن جو شخص تعصب و عناد کو ترک کر کے کھلی آنکھ اور بصیرت کی راہ سے حقائق پر نگاہ کرتا ہے۔ وہ اُن تمام باتوں سے کسی صورت بھی انکار نہیں کر سکتا جو زبانِ نبوی سے بطور پیشگوئی، امام مہدی کے زمانہ کے بارہ میں بیان ہوئیں۔ اور اس زمانہ کے لوگوں نے بچشم خود اُن کا مشاہدہ کیا۔ یہ ایک نہایت ہی وسیع مضمون ہے جس کی تمام تفصیلات کی اس جگہ گنجائش نہیں، مگر ہم نہایت اختصار کے ساتھ اس کے چند اہم پہلوؤں کو اُجاگر کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ اُنیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مغربی اقوام بڑی تیزی کے ساتھ باہر کی دُنیا میں اپنا سیاسی تسلط جما چکی تھیں۔ جگہ جگہ ان کی نوآبادیاں قائم ہو کر ان ممالک کے اصل باشندوں کا استحصال پوری قوت اور سطوت سے کر رہی تھیں۔ اس پر کوئی زیادہ سال بھی نہیں گزرے کہ اُسے کسی پرانے زمانہ کی کہانی کہا جائے۔ جس کی تفصیلات پر تاریخ کے دبیز پردے پڑ جانے کا اندیشہ ہو بلکہ یہ تو قریب کے زمانہ ہی کی باتیں ہیں۔ یوں سمجھئے کہ گویا یہ کل ہی کی بات ہے۔

[illegible] آپ [illegible] حکومت کے [illegible] جانے کے بواعث پر نگاہ [illegible] بعد تفصیلات کو [illegible] اور [illegible] دو کی طرح ظلم [illegible] بے انصافی کی باتیں آپ کے سامنے مُنہ بولتی تصویر کی طرح آجائیں گی۔ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ روس میں جو کمیونزم کے ذریعہ زبردست انقلاب آیا۔ یہ یک دم ہی آگیا تھا۔ اور اس کے پیچھے برسوں کے جور و جفا اور ظلم و تعدی کی ہسٹری کارفرما نہیں تھی۔ تھی اور ضرور تھی۔ کوئی بھی ذی علم اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ پھر نہ معلوم شیعہ رہنما کو یہ اظہر من الشمس باتیں کیوں نظر نہیں آتی ہیں۔

اس سلسلہ میں تیسرے نمبر پر ذرا اسرائیلی مملکت کے قیام کی بات بھی شامل کر لیں۔ کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ یہ تو بعد کی بات ہے۔ اسرائیل کی مملکت سنہ ۱۹۴۸ء میں معرض وجود میں آئی۔ لیکن واقف کار بخوبی جانتے ہیں کہ اس منصوبے کی شروعات ایک زمانہ پہلے ہوئی تھیں جن کا نتیجہ سنہ ۱۹۴۸ء میں دُنیا کے سامنے آیا۔ آپ صیہونی تحریک کا مطالعہ کریں۔ آپ اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ ارضِ فلسطین کو بیت الیہود بنانے کی سکیموں کی داغ بیل حضرت امام مہدی کے دعوے سے کہیں پہلے ڈالی جا چکی تھی۔ اب جبکہ ان تمام منصوبوں اور سازشوں کا نتیجہ اسلامی دُنیا کے لئے ایک ناسور کے طور پر دکھائی دینے لگا ہے تو اس کی شدت کا احساس ہر چھوٹے بڑے کو ہو رہا ہے۔ ورنہ آغاز کے اعتبار سے یہ بھی ایسا ہی پُرانا مسئلہ ہے جیسے مغربی طاقتوں کا مشرقی دُنیا پر تسلط اور اس کے استحصال کا منصوبہ یا زاروں کے جور و جفا کی ابتداء سے انتہا تک کی ساری تفصیل۔

بخوفِ طوالت ہم انہی تین مثالوں پر اکتفاء کرتے ہوئے انصاف پسند قارئین کرام سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ پوری سنجیدگی اور متانت کے ساتھ اس مسئلہ پر غور کریں۔ اور خود ہی فیصلہ کر لیں کہ کیا مقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی بعثت سے قبل دُنیا کا ہُو بہو وہی نقشہ نہیں بن چکا تھا جس کا ذکر نبوی زبان حقیقت ترجمان کے ذریعہ ہم تک پہنچا ـــــ یہ علیحدہ بات ہے کہ جس بزرگ نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، آپ کو اس کے دعویٰ سے اتفاق نہیں۔ لیکن آپ اس امر سے ہرگز انکار نہیں کر سکتے کہ آپ کے دعوے سے قبل دُنیا کی حالت ظلم و جبر اور بے انصافی کے نتیجہ میں ویسی ہی بن چکی تھی جس کا حدیثوں میں ذکر ہوا یا شیعہ رہنما نے اپنی تقریر میں حوالہ دیا ـــــ!!

یہ تو ہوا سیاسی نقطۂ نظر سے دُنیا کا نقشہ۔ اب آیئے مذہبی نقطۂ نظر سے اس زمانہ کا سرسری جائزہ لے لیں۔

مغربی اقوام میں جب سیاسی بیداری پیدا ہوئی اور وہ اس تیزی کے ساتھ بیرونی دُنیا کی طرف بڑھیں جس طرح ایک تند سیلاب بندھ کو توڑ کر تیزی سے میلوں میل اراضی میں پھیل جاتا ہے تو اُن کے پیچھے ہی ساتھ ساتھ مسیحی پادریوں کی فوج در فوج مذہبی لبادہ اوڑھ کر ان ممالک پر آگھسے اور اُن کی مذہبی یلغار بھی کسی سے پوشیدہ اور مخفی نہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ خود ہمارے اپنے ملک ہندوستان میں ہزاروں ہزار فرزندانِ توحید بپتسمہ لے کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی بجائے رَبُّنَا الْمَسِیْح، ربنا المسیح کہنے لگے۔ نہ صرف عامی اور جاہل طبقہ ہی ان کے دامِ تزویر کا شکار ہوا بلکہ اچھے خاصے تعلیم یافتہ مسلمان بلکہ بعض جامع مساجد کے پیش امام تک اس زبردست سیلاب کی نذر ہو گئے۔ ہم ان میں سے کس کس کا نام لیں ـــــ یہ ایک ایسا دلدوز قصہ ہے جو اسلام کی آپ بیتی کے ساتھ تعلق رکھتے ہوئے خاصہ طول طویل بھی ہے اور چشمِ بصیرت رکھنے والوں کے لئے عبرت انگیز بھی۔ نہ معلوم ان شیعہ بزرگ صاحب نے امتِ مسلمہ کی یہ اندوہناک تازہ تاریخ کیونکر نظر انداز کر دی۔ اور اپنے زورِ خطابت میں اپنے مخاطبین پر یہ تاثر جما رہے ہیں کہ گویا ماضی قریب میں نہ تو ہمارے ملک میں نہ باقی دُنیا میں حتیٰ کہ خود اُمتِ مسلمہ کے ساتھ ظلم و جبر اور بے انصافی کی کوئی بات ہوئی ہی نہیں۔ یا للعجب!!

یہ دونوں باتیں (یعنی سیاسی اقتدار اور مذہبی دسیسہ کاری کے منصوبے) ہم نے ابھی محض اشارۃً بیان کی ہیں۔ اگر ان کا کسی قدر تجزیہ بھی کر لیا جائے تو کون دانا اس امر سے انکار کر سکتا ہے کہ اٹھارہویں اور اُنیسویں صدی عیسوی میں مغربی اقوام نے دُنیا کے باقی آباد علاقوں کے باشندوں کا ظالمانہ طریق پر استحصال نہیں کیا۔ یا مسیحی پادریوں کی یلغار خود مسلمانوں کے اپنے گھروں تک نہیں پہنچی جس کے نتیجہ میں مُسلم عوام اور علماء بلکہ سادات تک کے چشم و چراغ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو چھوڑ کر ربنا المسیح ربنا المسیح پکارنے لگے۔ فرمایئے کیا یہ کیفیت عدل و انصاف اور امن و سلامتی اور ہر طرح کی مسرت و شادمانی کے دَور کی نشان دہی کرتی ہے؟ یا اس کا ایک ایک واقعہ حساس دِلوں پر زہر میں بجھے تیر برساتا ہے؟ افسوس! کہ بانی سلسلہ احمدیہ کی مخالفت اور سچائی سے عوام کو برگشتہ کرنے کے لئے بڑے سے بڑا عالم بھی ثابت شدہ حقائق پر کھلے بندوں پردہ ڈالنے میں مطلق ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا ـــــ!!

یہ جو ہم نے مسیحی پادریوں کے پرچار اور ان کی تبلیغی مساعی کو ظلم اور بے انصافی سے تعبیر کیا ہے یہ کوئی بے بنیاد بات نہیں۔ بلکہ یہ ایک ایسی واضح حقیقت ہے جس پر خود قرآنِ کریم گواہی دیتا ہے۔ جیسا کہ سُورت لقمان میں آتا ہے:

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (آیت ۱۴) کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

(آگے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۵ پر)

امسال قادیان میں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۱۳، ۱۴، ۱۵ دسمبر ۱۹۷۴ء منعقد ہوگا

احباب خود بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہوں اور دوسرے دوستوں کو بھی ہمراہ لائیں

عیدالاضحیہ کے پیشِ نظر اس سال جلسہ سالانہ قادیان بتاریخ ۱۳-۱۴-۱۵ ؍دسمبر ۷۴ء منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ احباب اس کے مطابق قادیان کے لئے اپنی روانگی اور سیٹوں کی بُکنگ وغیرہ کا انتظام کریں۔ نیز اپنے قریب کے احبابِ جماعت کو نئی تاریخوں کی بالضرور اطّلاع کر دیں تاکہ کوئی دوست بروقت اطّلاع نہ ملنے کے سبب جلسہ میں شمولیت سے محروم نہ رہ جائے۔

احبابِ جماعت خود بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے رُوحانی مرکز میں پہنچ کر جلسہ سالانہ کی برکات سے مستفید ہوں۔ اور زیرِ تبلیغ دوستوں کو بھی اپنے ہمراہ لائیں تاکہ اُنہیں بھی جماعت کے مرکز کو خود دیکھنے اور جماعت کے خیالات سُننے اور قریب سے مطالعہ کرنے کا موقعہ ملے۔

(۲) جلسہ سالانہ پر جو دوست فیملی سمیت تشریف لا رہے ہوں وہ مہربانی کر کے فوری طور پر افسر جلسہ سالانہ کو اس امر کی اطّلاع دیں تاکہ اُن کیلئے مناسبِ حال علیحدہ کمرہ کا انتظام کیا جا سکے اور جہاں تک ممکن ہو اُن کے آرام کا خیال رکھا جا سکے۔

(۳) جو دوست واپسی پر اپنے لئے ریلوے سیٹ ریزرو کروانا چاہتے ہوں وہ بھی فوری طور پر دفتر افسر جلسہ سالانہ کو پُوری تفصیل کے ساتھ جلد از جلد مُطّلع فرمائیں تاکہ ریزرویشن کا بروقت انتظام کرایا جا سکے۔ اس تفصیل میں حسبِ ذیل اُمور کا خصوصیّت سے ذکر فرمائیں:-

(۱) تاریخِ واپسی۔ (۲) نام سٹیشن جس کے لئے ریزرویشن درکار ہے۔ (۳) درجہ۔ (۴) نام سفر کنندہ۔ (۵) عُمر۔ (۶) جنس (یعنی مرد یا عورت، یا بچّہ یا بچّی)۔ (۷) کونسی ٹرین کے لئے ریزرویشن درکار ہے۔

خُدا تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو اور سب کے اس سفر کو ہر طرح موجبِ برکت بنائے۔ اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بابرکت سفر پر روانہ ہونے والوں کیلئے جو دُعائیں فرمائیں، اللہ تعالیٰ سب کے حق میں اُنہیں قبول فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ وہ آئیں اور صحت و عافیت کے ساتھ واپس جائیں۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

۵ ؍نومبر ۷۴ء

تحریکِ جدید سالِ نَو کے آغاز کا اعلان

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا

(بذریعہ برقیہ)۔ لاہور سے جناب ناظر صاحب خدمتِ درویشاں نے حضرت ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کو اطلاع دی ہے کہ سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریکِ جدید کے سالِ نَو کے آغاز کا اعلان یکم نبوّت (نومبر) بروز جمعہ فرما دیا ہے۔

اِس اعلان سے گویا دفترِ اوّل کے اکتالیسویں سال، دفترِ دوم کے اکتیسویں سال اور دفترِ سوم کے دسویں سال کا آغاز ہو گیا ہے۔

قادیان میں بحمد اللہ بہت سے احباب السابقون الاوّلون میں شامل ہونے کے لئے ذوق شوق سے وعدے لکھوا رہے ہیں۔ اور بعض خطیر رقوم ادا کر چکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ بہت دنوں سے جاری ہے۔ خواتین تک پُوری سرگرمی سے شرکت کر رہی ہیں۔ ایک دوست نے تو پندرہ سال کا چندہ پیشگی ادا کر دیا ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس امر کی تاکید فرمائی ہوئی ہے کہ احباب تھوڑے عرصہ میں اپنے وعدے لکھوا دیا کریں۔ اِس طرح مرکزی کارکنوں کا بہت سا وقت وصُولی کے کام کے لئے بچ جاتا ہے اور جلد وعدے لکھوانے والوں کو فوری طور پر ایک نیک عمل کرنے کی وجہ سے، اور دفتر کے کارکنوں کا وقت اور یاد دہانیوں پر سلسلہ کا روپیہ صرف ہونے سے بچانے کی وجہ سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔ اور بہ تقدیرِ الٰہی جو ادائیگی سے قبل وفات پا جائیں اُن کو اُن کے وعدے کی وجہ سے ادائیگی کا ثواب بوجہ نیّت کے مِل جاتا ہے۔

اِس وقت مخالفینِ سلسلہ ہمسایہ ملک میں احمدیت کے قطعی استیصال کے لئے کیسے کوشاں ہیں۔ اور پھر ہمارے ملک میں بھی اُنہوں نے اپنی نامسعُود کارروائیاں شروع کر دی ہیں۔ اِس وجہ سے ہم پر اور بھی زیادہ لازم ہے کہ ایسے شرُور سے محفُوظ رہنے کے لئے اپنی تبلیغی مساعی کو تیز تر کر دیں۔ ہماری تعداد جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی حفاظت کی صُورت بفضلہٖ تعالیٰ بہتر ہو جائے گی۔ اصل حفاظت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن اس بارے میں ظاہری اسباب کا اختیار کرنا جماعت کے ذمّہ ہے۔

بیرونی ممالک میں تبلیغ کی وجہ سے اس وقت ہمسایہ مُلک میں جماعت کو ان ممالک سے بہت تقویت ملی ہے۔ تحریکِ جدید کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعُود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ :-

" مذہبی سلسلے ضرور ایک وقت دُنیا کے توپ خانوں کی زَد میں آتے ہیں۔ اور وہ کبھی ظلم وستم کی تلوار کے سایہ بغیر ترقّی نہیں کر سکتے۔ پس اُن کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ مختلف ممالک میں اُن کی شاخیں ہوں تاکہ اگر وہ ایک جگہ ظلم وستم کا تختۂ مشق ہوں تو دُوسری جگہ امن کے ساتھ اُن کی ترقّی ہو رہی ہو ...... رُوحانیت کی بھی ایک رَو ہوتی ہے۔ پس اگر تم دُنیا میں نہ پھیلے اور سو گئے تو وہ تمہیں گھسیٹ کر جگائے گا۔"

قادیان کا مرکز۔ احمدیت کا دائمی مرکز۔ اِس مُلک میں ہے۔ اِس لئے ہمارا فرض ہے کہ اِس مرکز کی اہمیت کے پیشِ نظر ہم تبلیغ و اعلائے کلمۃ اللہ پر ہندوستان میں زیادہ زور دیں۔ دیکھئے ہندوستان کی آبادی ساٹھ کروڑ کے قریب ہے۔ اور احمدیوں کی آبادی یہاں صرف ایک لاکھ ہے۔ گویا ہر چھ ہزار کی آبادی میں صرف ایک احمدی ہے۔ کتنی قلیل تعداد ہماری ہے۔ اور ہر فرد تک پیغامِ حق پہنچانے کے لئے کس قدر مالی قُربانی ہمیں درکار ہے۔ تاکہ ہم اپنی مساعی تیز تر کر کے رُوحانی طور پر تڑپتی اور قریب الموت روحوں کو اِسلام کے تازہ پھل یعنی آبِ حیات سے جو احمدیّت کے رُوپ میں ظاہر ہُوا ہے، ان کے احیاء کی کوشش کریں۔ یہ اللہ تعالےٰ کی تقدیر ہے جو ہو کے رہے گی۔ لیکن ہمارے ذمّہ اس تقدیر پر انحصار کرنا نہیں بلکہ اپنے عمل اور بے نظیر قُربانی سے اظہار کرنا ہے کہ ہمیں اس پر کامل ایمان و ایقان حاصِل ہے۔

سیّدنا حضرت مصلح موعُود رضی اللہ عنہُ نے فرما دیا ہُوا ہے کہ :-

" یاد رکھو! گو اِس تحریک میں شامل ہونا اختیاری ہے مگر جو شخص شامِل ہونے کی اہلیت رکھنے کے باوجود اس خیال کے ماتحت شامِل نہیں ہوتا کہ خلیفہ نے شمولیت کو اختیاری قرار دیا ہے وہ مرنے سے پہلے اِس دُنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہان میں پکڑا جائیگا ..... ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرّہ بھی رکھتا ہے میری اِس تحریک پر آگے آجائیگا۔ وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا اس کا ایمان کھویا جائے گا۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے امام ایدہُ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبّیک کہنے اور بیش از بیش وعدے لکھوانے کی توفیق عطا فرمائے اور اسے قبُول فرمائے۔

اٰمِین یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

وکیل المال تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ عطا ہونے والی قرآنی بصیرت کی رُو سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی کامل معرفت حاصل ہے

خدا تعالیٰ کے ساتھ ہمارا اتنا گہرا اور مضبوط تعلق پیدا کیا گیا ہے کہ ہم اُس کی ناراضگی مول لینے کا تصوّر ہی نہیں کر سکتے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۳ تبوک ۱۳۵۳ ہش مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے مذہب کے متعلق ایک قرار داد پاس کی ہے۔ اس پر جماعت احمدیہ مجھ سے دو سوال دریافت کرتی ہے۔

اوّل یہ کہ جو قرار داد پاس ہو چکی ہے اس پر جماعتِ احمدیہ کے خلیفۃ المسیح الثالث کا تبصرہ کیا ہے۔ یعنی جماعتِ احمدیہ کو یہ بتایا جائے کہ اِس قرار داد کے معانی کیا ہیں۔

دوم یہ کہ اِس قرار داد کے پاس ہونے کے بعد جماعتِ احمدیہ جس کا صحیح نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

"احمدیہ فرقہ کے مسلمان"

رکھا ہے تو اب احمدیہ فرقہ کے مسلمانوں کا ردِّ عمل کیا ہونا چاہیئے۔ پس یہ دو سوال ہیں جو پوچھے جا رہے ہیں۔

جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے یعنی جو قرار داد پاس ہوئی ہے اس پر جماعتِ احمدیہ کے خلیفۂ وقت کا تبصرہ کیا ہے؟ اس پر تنقید کیا ہے؟ کیا پاس ہوا ہے؟ اس کے متعلق جماعت کو بتایا جائے۔ اِس میں اِس لئے بھی اُلجھن پڑتی ہے کہ مختلف اخبارات مختلف باتیں لکھ دیتے ہیں اور بعض اخبار بعض باتیں چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کے متعلق اِس وقت تو مَیں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ :

NO COMMENT

کوئی تبصرہ نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس پر تبصرے سے قبل بڑے غور اور تدبّر کی ضرورت ہے۔ اور مشورے کی ضرورت ہے۔ پس مشورے اور تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد پھر مَیں جماعتِ احمدیہ کو بتاؤں گا کہ جو پاس ہوا ہے وہ اپنے اندر کتنے پہلو لئے ہوئے تھا۔ کیا بات صحیح ہے اور کیا بات صحیح نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

بہرحال اس وقت اس پر کوئی تبصرہ نہیں ہے۔ اس کے لئے آپ کچھ دن اور انتظار کر لیں۔ کوئی جلدی بھی نہیں ہے۔ اصل تو یہ ہے کہ آپ کو حقیقت معلوم ہو جائے۔ اس لئے حقیقت کو اُبھرنے دیں۔ حقیقت کو UNFOLD (اَن فولڈ) ہونے دیں۔ اس کو پتیاں نکالنے دیں پھر اس کے اُوپر تبصرہ بھی آجائے گا۔

دُوسرا سوال یہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ کا ردِّ عمل کیا ہونا چاہیئے۔ یا جماعتِ احمدیہ کا کیا ردِّ عمل ہے؟ کیونکہ ہر احمدی باوجود اس بات کے کہ وہ بڑا تربیت یافتہ ہے پھر بھی مرکز کی طرف دیکھتا ہے۔ اور بہرحال مرکز سے ہدایت طلب کرتا ہے۔ اور یہ جاننا چاہتا ہے کہ

ہمارا کیا ردِّ عمل ہونا چاہیئے؟

اس کا جواب لمبا ہے اور یہ ایک خطبہ میں ختم ہونے والا نہیں ہے۔ اس کے جواب میں دو پہلو مدِّ نظر رکھنے پڑتے ہیں۔ اس بُنیادی [illegible] کی بناء پر جو ہماری زندگی کی حقیقت ہے۔ اور جس کے بغیر ایک احمدی کی [illegible] زندگی ہی نہیں۔ اور

وہ بنیادی حقیقت یہ ہے کہ ہمارا یہ دعویٰ ہے اور ہم پُورے وثوق کے ساتھ اور پُورے عرفان کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر پورا اور کامل ایمان رکھتے ہیں۔ اُس اللہ پر جسے اُس کی ذات کے لحاظ سے اور اس کی صفات کے لحاظ سے قرآنِ عظیم نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ ہم اس اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر جیسا کہ قرآن کریم نے ہمیں بتایا ہے واقعہ میں عارفانہ ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثل اور بے مانند ہے

اِس یونیورس (۔) عالمین میں اس جیسا کوئی نہیں ہے ذات کے لحاظ سے، اور نہ اس کا مثیل ہے صفات کے لحاظ سے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو اسلام نے قرآنِ عظیم کے ذریعہ ہمارے سامنے رکھی ہے۔ پھر قرآن کریم نے شروع سے لے کر آخر تک ہمیں یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس کے اندر یہ صفت پائی جاتی ہے، یہ صفت پائی جاتی ہے، اور یہ صفت پائی جاتی ہے۔ کبھی نام لے کر اور کبھی کام کا ذکر کر کے۔ قرآنِ کریم نے شروع سے لے کر آخر تک ہمیں یہ بتایا ہے کہ قرآنِ کریم جب اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو کس معنے میں لیتا ہے۔ مثلاً سورۃ فاتحہ کو لیں تو اس سورہ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کی چار بنیادی صفات ہمارے سامنے رکھی گئی ہیں۔ سورہ فاتحہ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ

تمام تعریفوں کا مرجع

اللہ ہے۔ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہ اللہ وہ ہے جو ربّ العالمین ہے۔ اللہ وہ ہے جو رحمٰن ہے۔ اللہ وہ ہے جو رحیم ہے، اللہ وہ ہے جو مالک یوم الدین ہے۔ قرآن کریم نے اور پھر ان مطہّر بزرگوں نے جن کا ذکر خود قرآن کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے

اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ ۙ فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ ۙ لَّا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝

(الواقعہ آیت ۷۸ تا ۸۰)

گویا خود قرآن کریم نے ایک گروہ کو مطہّرین کا گروہ قرار دیا ہے۔ پس ایک تو خود قرآنِ عظیم نے الٰہی صفات بیان کیں۔ دوسرے مطہّرین کے گروہ نے اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کر کے دنیا کے سامنے الٰہی صفات کو بیان کیا۔ ان کی تفصیل بتائی۔ ان پر روشنی ڈالی۔ اور پھر اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جیسا کہ کہا گیا تھا

حضرت نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بشارات

کے نتیجہ میں آپؐ کے عشق [illegible] فانی ہو کر خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات [illegible] رنگ میں قرآن کریم نے بیان کیا ہے اور جس طرح حضرت [illegible] مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الٰہی صفات کی تشریح کی ہے، ہم اسی معنے [illegible] اللہ کو مانتے ہیں۔ مثلاً ہم سُبحان اللہ پر یقین رکھتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے اندر کوئی نقص، کوئی کمزوری اور کوئی عیب پایا [illegible] اس کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا [illegible] کہ نعوذ باللہ خدا چوری کر سکتا ہے۔ مگر ہمارا [illegible] سبحان اللہ کہنا اس کی تردید کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات میں

کوئی عیب یا نقص متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ مَیں اس اللہ کی بات کر رہا ہوں جس کو اسلام نے پیش کیا ہے بعض مذاہب بگڑ گئے انہوں نے ایک (انسانی) وجود کو خداوند بھی کہا اور اُسے پھانسی پر بھی لٹکا دیا۔

یہ مذہب کی بگڑی ہوئی شکلیں

ہیں مثلاً ایک وجود کو لوگوں نے خداوند بھی کہا اور یہ بھی تصوّر کر لیا کہ وہ خدا ہونے کے باوجود رحم مادر کی تنگ کوٹھڑی میں نو مہینے تک قید بھی رہا۔ یہ تو بگڑے ہوئے مذہب کی حالتیں ہیں مگر ہمارا اسلام تو بگڑا ہوا مذہب نہیں ہے۔ اس کی تو چمکتی ہوئی لشکار ہر زمانے میں ظاہر ہوتی رہی ہے اُس کی ذات کے متعلق بھی اور صفات کے متعلق بھی، اُمّتِ محمدیہؐ میں ایسے کروڑوں بزرگ پیدا ہوئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا عرفان حاصل کیا۔ اور خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات کی کیفیت اور ماہیت انہیں بتائی (جہاں تک انسان کو اس کی ضرورت تھی)

پس جب یہ ہمارا دعویٰ ہے اور اگر ہمارا یہ دعویٰ ہے اور یقیناً یہی ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا کر ہم نے اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات کے ساتھ پہچانا ہے۔ تو پھر آپ کو سمجھانے کے لئے دلیل میں نے پہلے دے دی ہے، اگر یہ درست ہے اور یقیناً یہ درست ہے اور اگر اس کے نتیجہ میں ایک احمدی کے دل میں اپنے ربّ کریم کے لئے ایک محبّت کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کے معنے ہیں کہ وہ ہر وقت ڈرتا رہتا ہے کہ میرا محبوب خدا مجھ سے کہیں ناراض نہ ہو جائے۔ یہ

خشیت کا مقام

ہے اور وہ ہر وقت اس امید میں رہتا ہے کہ میرا پیارا خدا میری طرف محبّت کی نگاہ سے دیکھے گا۔ گویا یہ محبّت کے دو پہلو ہیں اور یہ ہر دو پہلو ہر مخلص احمدی کے دل میں پہلو بہ پہلو کھڑے ہوئے ہیں تو پھر یہ دلیل یا ایک احمدی کی زندگی کی جو حقیقت ہے وہ ہمیں بتاتی ہے کہ ان حالات میں اصولی طور پر ہمارا ردِّ عمل کیا ہونا چاہیئے اور کیا نہیں ہونا چاہیئے۔ جو نہیں ہونا چاہیئے اس کے متعلق میں آج صرف دو باتوں کو لوں گا۔

قرآنِ کریم احکام کی کتاب ہے

یہ اسلامی شریعت اور ہدایت ہے۔ اس میں بیان ہونے والے احکام کو ہماری اصطلاح میں دو حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک اوامر ہیں اور دوسرے نواہی ہیں۔ کچھ کرنے کی باتیں ہیں اور کچھ سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ گویا کچھ باتیں ایسی ہیں جو کرنی چاہئیں اور کچھ ایسی ہیں جن سے بچنا چاہیئے۔

پس جہاں تک نواہی کا تعلق ہے قرآن کریم نے ہمیں کئی جگہ بتایا ہے کہ اگر ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے ناراض ہو جائے گا۔ یوں کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی محبت کو نہیں پا سکو گے۔ اس قسم کا فعل صادر ہوا تو تم پر خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا۔ یہ کام کیا تو

خدا تعالیٰ سے دُوری

پیدا ہو جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔

غرض بہت سی باتیں نواہی میں شامل کر کے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کر دیں۔ ان باتوں میں سے دو کو مَیں اس وقت لوں گا۔

ایک تو یہ کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (آل عمران آیت: ۵۸)

کہ خدا تعالیٰ ظالموں سے پیار نہیں کرتا۔ اگر یہ سچ ہے اور اس میں کوئی شبہ ہی نہیں کہ یہ سچ ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے یہ اعلان کیا ہے کہ ظلم کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ انسان سے ناراض ہو جاتا ہے تو پھر کسی احمدی کا کسی واقعہ کا ردِّ عمل ظالمانہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے کہ یہ دنیا اور اس کے جو حوادث ہیں یا اس کے جو زوال پذیر واقعات ہیں اُن کی طرف تو ہم توجہ ہی نہیں دیتے۔ ہماری نگاہ تو صرف ایک ہی مرکزی نقطے پر مرکوز رہتی ہے۔ اور وہ ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات جلّشانہٗ

ہمارے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پاک ذات کے ساتھ تعلق پیدا کیا جسے قرآن کریم نے اللہ کہا ہے۔ اور جسے ہم نے پہچانا اور اس کا عرفان حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا عشق پیدا کیا ہے کہ جس کی مثال اسلام سے باہر مل ہی نہیں سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تعلق کی مضبوطی کا ایک جگہ بڑی سادگی اور آرام کے ساتھ اس طرح بھی اظہار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ [illegible] رضا کو حاصل کرنا آسان ہے۔ اس میں کیا مشکل ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت مل جائے کوئی مشکل ہی نہیں ہے۔ وہ جان مانگتا ہے، جان [illegible]

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے ساتھ اتنا گہرا اور مضبوط رشتہ قائم کیا ہے کہ ہم

خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا تصوّر

بھی نہیں کر سکتے۔ اس لئے جس چیز کو خدا تعالیٰ پسند نہیں کرتا اور جس حقیقت کا عام اعلان قرآن کریم نہیں کرتا وہ ہمارا ردِّ عمل نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص احمدی کہلاتا ہو اور اس کا ایسا ردِّ عمل ہو جو ظلم کی تعریف کے اندر آتا ہو۔ اور جس کے نتیجہ میں اس شخص پر انفرادی طور پر اللہ تعالیٰ کا غصّہ ظاہر ہو۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی محبّت سے دُور ہو تو وہ احمدی نہیں ہے۔ چاہے وہ اپنے آپ کو احمدی کہتا ہو۔ اس لئے کسی احمدی کا کوئی ردِّ عمل خواہ دُنیا کے حالات کیسے ہی کیوں نہ رُونما ہوں ایسا ہو ہی نہیں سکتا جس پر ظلم کی مُہر لگی ہو۔ پس ۷ رستمبر کو ہماری قومی اسمبلی نے جو قرارداد پاس کی ہے۔ اس کا ردِّ عمل ایک سچے اور حقیقی احمدی کا ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ جس سے کسی پر ظُلم وارد ہو۔

ظُلم کے ایک معنے تو یہ ہیں کہ وَضْعُ الشَّيْءِ فِيْ غَيْرِ مَحَلِّهٖ کسی چیز کا غیر محل میں رکھ دینا یعنی مناسبِ حال کام نہ کرنا بھی ظلم میں شامل ہے۔

ظُلم کے معنی

مفردات امام راغبؒ کی رُو سے حق تلفی کرنا ہوتے ہیں۔ گویا ظلم کے معنی میں حقوق کو تلف کر دینا اور حق کے معاملہ میں تجاوز کی راہ کو اختیار کرنا شامل ہے۔ امام راغبؒ نے مزید لکھا ہے کہ جب ظلم کا لفظ گناہ کے معنوں میں استعمال کیا جائے تو اس معنی کے لحاظ سے وہ گناہِ کبیرہ پر بھی استعمال ہوتا ہے اور گناہِ صغیرہ پر بھی استعمال ہوتا ہے یعنی حق سے چھوٹے سے چھوٹا تجاوز بھی ظلم ہے۔ اور بڑے سے بڑا تجاوز بھی ظلم ہے۔ اس میں چھوٹے بڑے کا کوئی فرق نہیں ہے۔ پھر انہوں نے لکھا ہے کہ

ظُلم کی تین قسمیں

کی گئی ہیں۔ بَيْنَ الْاِنْسَانِ وَبَيْنَ اللّٰهِ۔ انسان کے جو تعلقات اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں، اُن میں ظلم ہو جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ہیں انسان ظالم بن کر ادا نہیں کرتا۔ (پس) اس ظلم کی ایک بھیانک توجیہہ یہ ہے کہ انسان پر اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ہیں وہ ادا نہیں کئے جاتے۔ وہ حقوق اس معنی میں نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کسی انسان کی ضرورت ہے وہ تو خالق اور مالک ہے۔ اس نے دنیا کی ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ وہ صمد اور غنی ہے۔ اُسے کسی چیز کی احتیاج نہیں ہے۔ وہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔ ہر چیز اس کی ملکیّت ہے۔ ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ لیکن اس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے جب خدا تعالیٰ کی یہ دو تین صفتیں ہمارے سامنے آتی ہیں تو خدا تعالیٰ کی (ان) صفات کی یہ شکل بنتی ہے کہ اس نے ہر چیز کو پیدا بھی کیا۔ وہ ہر چیز کا مالک بھی ہے۔ لیکن وہ صمد اور غنی بھی ہے۔ اس لئے اُسے کسی چیز کی حاجت نہیں۔ اُس نے اپنی حکمتِ کاملہ سے جو کیا وہ کیا۔ مگر اسے کسی چیز کی احتیاج اور ضرورت نہیں تھی۔ اُسے ضرورت نہ تھی کہ انسان اس کی حمد کرتے۔ اس کی تسبیح کرتے۔ اس کے شکر گزار بندے بنتے۔ اس کی صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھاتے۔ یعنی مظہر صفاتِ الٰہیہ بنتے اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ کا نظارہ دکھاتے۔ غرض خدا تعالیٰ کو دُنیا کی کسی چیز کی احتیاج نہیں ہے۔ احتیاج تو ہمیں ہے۔ لیکن

حقوق اللہ کی ادائیگی

کا ایک محاورہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان پر اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کا حق ہے انسان پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ وہ اس کی تسبیح کرے۔ تحمید کرے۔ شرک نہ کرے۔ اور فسق و فجور میں مبتلا نہ ہو۔ اس کا کہنا مانے۔ اس کے حکم کو توڑنے والا نہ ہو۔ خدا تعالیٰ جو کہتا ہے یعنی جو اوامر ہیں ان کے مطابق کام کیا جائے۔ اور جو کہتا ہے نہ کرو یعنی نواہی ہیں اُن کے مطابق قطع تعلق کر لو۔ تو پھر خدا تمہیں مل جائے گا۔ گویا ظلم کے ایک معنے حقوق اللہ کو ادا نہ کرنے کے ہیں۔ پس وہ حق جو خدا کا بندہ پر ہے اس میں تجاوز نہ ہو۔ اس کو تلف نہ کیا جائے۔

ii - بَيْنَ الْاِنْسَانِ وَبَيْنَ النَّاسِ کہ وہ حقوق جو ایک شخص پر "النّاس" یعنی عوام کے ہیں۔ انسان ان حقوق کو تلف نہ کرے۔ اگر تلف کرے گا تو ظالم بن جائے گا۔

iii - بَيْنَ الْاِنْسَانِ وَبَيْنَ نَفْسِهٖ

کہ انسان پر اس کے نفس کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی لوگوں کو فرمایا ہے کہ تم اپنے نفس کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ کیا کرو۔ مثلاً

نفس کا سب سے بڑا حق

تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس قدر روحانی قوتیں اور استعدادیں دی ہیں۔ ان کو صحیح اور کامل نشوونما دے کر وہ اپنے دائرہ کے اندر خدا تعالیٰ سے قریب تر ہو جائے۔ یہ نفس کا ایک حق ہے۔ اس حق کی ادائیگی کے لئے پھر دنیا کے حقوق ہیں۔ مثلاً انسان جان کر اتنا بھوکا نہ رہے کہ کمزوری پیدا ہو جائے۔ اور وہ نفس کے روحانی حقوق نہ ادا کر سکے۔ یا اس کا ایک دوسرا رُخ بھی ہے کہ دوسرے انسانوں کا یہ حق ان کو ملتا رہے کہ وہ بھوک، پیاس یا بیماری جس کا علاج نہ ہو ان تکالیف کو دور کرنے کے نتیجہ میں جو روحانی رفعتیں وہ حاصل کر سکتے تھے۔ عبادات زیادہ غور اور توجہ اور انہماک کے ساتھ اور زیادہ وقت دے کر اور روحانی طور پر زیادہ سختیاں برداشت کر کے اس میں کمی واقع ہو جائے اور وہ اپنے دائرۂ استعداد میں ان روحانی رفعتوں کو حاصل نہ کر سکے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا ہے۔ یہ پہلو بھی نفس کے حقوق کے اندر آجاتا ہے۔ اور یہ نفس کے حقوق کے اندر اس لئے آجاتا ہے کہ بَيْنَ الْإِنْسَانِ وَبَيْنَ النَّاسِ کی رُو سے عوام کے حقوق جو ایک شخص واحد پر ہیں۔ اس میں بھی آ جاتے ہیں اور وہ النّاس کے نقطۂ نگاہ سے ہے۔ اور بَيْنَ الْإِنْسَانِ وَبَيْنَ نَفْسِهِ میں اس کے اپنے نقطۂ نگاہ سے ہے۔ کیونکہ وہ شخص جو اپنی شخصیت کو روحانی طور پر نشوونما دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ اگر وہ اس بات کا خیال نہیں رکھتا۔ کہ اس کا جو ماحول ہے اس میں اس کے حقوق مل رہے ہیں اگر نہیں تو نشوونما کے اندر کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ پس ہر انسان اپنی نشوونما کی خاطر غیر کی نشوونما میں

"تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى"

کے حکم کے مطابق کوشش کرتا ہے۔

پس ظلم کے یہ تین معنے کئے گئے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ"

ظُلم کے کسی معنے میں بھی خدا تعالیٰ ظالم سے پیار نہیں کرتا۔ اس لئے جماعتِ احمدیہ اور جماعتِ احمدیہ کے افراد کا کوئی ردّ عمل ۷ر ستمبر کی قرارداد پر ایسا نہیں ہوگا کہ

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں

وہ ظالم ٹھہر جائیں۔ انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا۔ ان کا ردِّ عمل ایسا ہوگا کہ خدا تعالیٰ انہیں یہ کہے گا کہ میرے پیارو! میرے اور قریب آجاؤ کہ جب تمہیں دکھ دیا گیا تو تم نے میرے حقوق نہیں بھولے۔ بلکہ میرے پیار اور رضا کو حاصل کرنے کیلئے اور زیادہ کوشش کی۔

دوسری چیز جس کے نتیجہ میں انسان خدا تعالیٰ کے پیار اور محبت سے محروم ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کی آیت ۲۰۶ میں فرمایا ہے۔

"وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ"

کہ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ فساد کے معنے ہیں۔

خُرُوْجُ الشَّيْءِ عَنِ الْاِعْتِدَالِ

جس کا مطلب یہ ہے کہ جو بیچ کا راستہ ہے یا خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے صراط مستقیم یعنی سیدھی راہ بنائی ہے۔ اس سے بھٹک کر انسان اگر دائیں چلا جائے تب بھی اور بائیں چلا جائے تب بھی خدا تعالیٰ کے پیار سے محروم ہو جاتا ہے۔ فساد کے مقابلہ میں صلاح کا لفظ آیا ہے کیونکہ فساد منفی معنوں پر دلالت کرتا ہے اس لئے گویا صلاح کا نہ ہونا فساد ہے۔

صلاح کا فقدان فساد کہلاتا ہے

اور صلاح کے معنے فساد کے معنوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اور صلاح کے معنے (جب یہ لفظ صالح اسم فاعل کے طور پر استعمال ہوتا ہے) تو اس وقت اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ

اَلْقَائِمُ بِمَا عَلَيْهِ مِنَ الْحُقُوْقِ وَالْوَاجِبَاتِ

کہ ہر وہ انسان جس پر اللہ تعالیٰ نے جو حقوق اور واجبات مقرر کئے ہیں۔ اور یا اس کی صلاحیت میں رکھے ہیں وہ ان سے منحرف نہ ہو بلکہ مضبوطی کے ساتھ وہ اپنے اس مقام پر کھڑا ہو جو مقام کہ .... اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کیا ہے۔ چنانچہ دنیا میں جتنا فساد، یا لڑائیاں جھگڑے اور ظلم ہوتے ہیں دراصل ان کی جڑ یہ فساد ہی ہوتا ہے۔ انسان کسی دوسرے کو

حق دینے سے گریز کرتا ہے۔

اور اپنا حق لینے کے لئے دوسرے کا سر پھوڑنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ پس ہر ایک انسان کا جو حق ہے وہ اسے ملنا چاہیئے خواہ وہ کوئی ہو۔ ہمارا اشد ترین مخالف بھی ہو۔ تب بھی ہر احمدی یہ کہتا ہے کہ اس کے جو حقوق خدا تعالیٰ نے اور ہمارے دستور نے اور قانون نے بنائے ہیں۔ وہ ان کو ملنے چاہئیں۔ کسی احمدی یا کسی جماعت احمدیہ یا مرکز احمدیت کا یہ مطالبہ نہ کبھی ہوا۔ نہ کبھی ہمارے دماغوں میں آیا بلکہ ہم تو ہمیشہ اپنے بھائیوں اور دوستوں کو جو احمدی نہیں اور جن پر انتظامی ذمہ داریاں ہیں ان سے باتیں کرتے ہوئے انہیں سمجھایا کرتے ہیں کہ دیکھو ہر آدمی کا جو بھی حق ہے وہ اسے ملنا چاہیئے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ احمدیت کی مخالفت کرتا ہے یا احمدی ہے۔ یا احمدیت کے متعلق نہ مخالفانہ رائے رکھتا ہے اور نہ اسے قبول کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کے جو حقوق قائم کئے ہیں۔ وہ اسے ملنے چاہئیں۔ ورنہ تو ساری دنیا میں فساد پیدا ہو جائے گا۔ پس لڑائی جھگڑے جنہیں ہم

عام معنوں میں فساد

کہتے ہیں ان کی جڑ ہی یہ ہے کہ انسانوں کے ایک گروہ کو اُن کے حقوق نہیں ملتے اور وہ [illegible] ہو جاتے ہیں۔ اُن کو اتنا غصہ چڑھتا ہے کہ وہ اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے دوسروں کے حقوق مارنے شروع کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح غلط قسم کا چکر چل پڑتا ہے۔ لیکن ایک احمدی چونکہ دل میں خشیت اللہ رکھتا ہے اور چونکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اسے کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جائے اس لئے وہ کہتا ہے کہ مجھے کوئی کام ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ جو فساد کا موجب ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ"

اللہ تعالیٰ فساد سے پیار نہیں کرتا۔ اگر اللہ تعالیٰ فساد سے پیار نہیں کرتا تو فسادی سے پیار کیسے کرے گا .... پس

ایک احمدی کا ردِّ عمل

۷ر ستمبر کی قرارداد پر ایسا نہیں ہوگا کہ اس میں دنیا ظلم کا شائبہ دیکھے اور نہ ایسا ہوگا کہ اس کے نتیجہ میں فساد پیدا ہو اور لوگوں کی حقوق تلفی ہو یا ان کے حقوق تلف ہونے کے حالات پیدا ہو جائیں کیونکہ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض جگہ فساد کے نتیجہ میں وہ لوگ بھی متاثر ہوتے ہیں جو فسادی نہیں ہوتے۔ اور نہ وہ کسی کے حقوق تلف کر رہے ہوتے ہیں۔ مگر وہ بھی فساد کی زد میں آجاتے ہیں۔ مثلاً ۲ ہمسائے لڑتے ہیں تو ان میں سے ایک بہرحال حق پر نہیں ہوتا۔ یا بعض دفعہ جب دو آدمی لڑتے ہیں تو تین شکلوں میں سے ایک شکل ضرور ہوتی ہے یا دونوں حق پر نہیں ہوتے یہ دو

اپنے حقوق سے زیادہ کا مطالبہ

کر رہے ہوتے ہیں یا ان میں سے ایک حق پر ہوتا ہے۔ مثلاً زید حق پر ہوتا ہے اور بکر حق پر نہیں ہوتا۔ یا بکر حق پر ہوتا ہے اور زید حق پر نہیں ہوتا۔ اب بکر اور زید کی لڑائی میں ان کے ہمسائے جو دو گھر پرے ہٹ کر ہوتے ہیں اُن کی لڑائی میں شامل نہیں ہوتے وہ بھی متاثر ہوتے ہیں اور اس طرح کہ لڑائی کرنے والوں میں سے غصہ میں آکر کوئی ایک آدمی بجلی کا پول اڑا دیتا ہے۔ جس سے ساری گلی میں اندھیرا ہو جاتا ہے۔ کئی گھروں کے معصوم بچے امتحان کی تیاری کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کا وقت ضائع ہونے کی وجہ سے ان پر ظلم ہو رہا ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ فساد میں شامل ہی نہیں تھے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے

ایک دُوسری جگہ

ایک بڑی پیاری اور حسین آیت

کے ایک ٹکڑے میں فرمایا ہے کہ ایسے گناہ کرنے سے بچا کرو کہ جب ان پر گرفت کی جاتی ہے تو وہ لوگ بھی سزا اور عذاب کی لپیٹ میں آجاتے ہیں جن کا کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک حقیقتِ زندگی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ پر اعتراض نہیں ہوتا البتہ اس سے انسان پر اعتراض واقع ہوتا ہے کہ اس نے اپنے ماحول کو مومنانہ اور صالحانہ کیوں نہیں رکھا۔ بہرحال یہ ایک لمبی تفصیل ہے۔ مَیں اس وقت مختصراً دو منفی پہلوؤں پر روشنی ڈال رہا ہوں۔

جیسا کہ مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ جماعتِ احمدیہ مجھ سے ایک سوال یہ کر رہی ہے کہ مذکورہ قرار داد پر تبصرہ کیا جائے۔ اس کا جواب میں دے چکا ہوں کہ میرے تبصرے کو سُننے کے لئے کچھ دیر انتظار کرو۔ مَیں غور کر رہا ہوں مَیں دُعائیں کر رہا ہوں۔ مَیں مشورے لے رہا ہوں۔ اس کے بہت سے پہلو ہیں اگر خدا نے چاہا تو اسی کی توفیق سے اگلے جمعہ کے خطبہ میں یا جب خدا چاہے گا۔ انشاء اللہ تبصرہ ہوگا۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ

ہمارا ردِّ عمل کیا ہونا چاہیئے

مَیں دوستوں سے کہتا ہوں کہ تمہارا ردِّ عمل یہ ہونا چاہیئے کہ نہ تم ظالم بنو خدا کی نگاہ میں اور نہ تم مفسد بنو خدا کی نگاہ میں۔ اس لئے جماعت احمدیہ کا کوئی ردِّ عمل ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ جس میں سے ظلم کی بو آتی ہو۔ یا اس کے اندر فساد کی سڑاند پائی جاتی ہو۔ ہمارا ردِّ عمل بالکل ایسا نہیں ہوگا۔ اور بھی باتیں ہیں لیکن آج کے لئے یہی دو کافی ہیں۔ یہ میرا کام ہے کہ اسے آہستہ آہستہ واضح کرتا چلا جاؤں ردِّ عمل کے منفی پہلو پر بھی شاید مجھے کچھ اور کہنا پڑے گا۔ پھر اس کے مثبت پہلو بھی بتاؤں گا۔ اور اپنے وقت پر انشاء اللہ تبصرہ بھی کروں گا۔ مجھے خوشی ہے کہ آج بہت سارے لوگ باہر سے بھی آئے ہوئے ہیں۔ اُن کو ایک حصہ مل گیا ہے باقی حصوں کے متعلق سُننے کے لئے بھی وہ ہر جمعہ کو آیا جایا کریں اور احباب دعائیں بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے صحت سے رکھے اور مجھے توفیق دے کہ مَیں اپنی ذمہ داریوں کو نباہ سکوں

جیسا کہ

حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کا اُسوۂ حسنہ

تھا۔ آپؐ کا وجود اُمّتِ محمدیہ کے وجود سے علیحدہ نہیں تھا۔ اس لئے آپؐ کے نائبوں کے جو نائب ہیں۔ اُن کے متبائع کا وجود اور خلیفۂ وقت کا وجود علیحدہ علیحدہ نہیں ہیں۔ بلکہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ پس جو میں سمجھا اور جو خدا نے مجھے بتایا۔ اس کا آگے سارے جسم پر اثر ہونا چاہیئے۔ حتیٰ کہ اس کا اثر انگلیوں کے ناخنوں اور پاؤں کی انگلیوں تک سرایت کرنا چاہیئے۔ یہ ایک حقیقت ہے اس کا سمجھنا ضروری ہے۔ ورنہ اس کے بغیر ایسا نہ ہو کہ ہماری انگلی کسی اور طرف منہ کرکے چل رہی ہو۔ اور ہمارا دماغ خدا کی طرف نگاہ کئے اللہ تعالیٰ کی حمد میں مشغول ہو اس طرح کرنے پر تضاد پیدا ہو جائے۔ اور ہماری انگلی اتنی بیمار سمجھی جائے کہ اسے کاٹنا پڑ جائے انشاء اللہ یہ نہیں ہوگا۔

باقی جہاں تک کسی کے

مسلم یا غیر مسلم ہونے کا سوال

ہے۔ یہ تو مَیں شروع سے کہہ رہا ہوں اس قرار داد سے بھی بہت پہلے سے کہتا چلا آیا ہوں کہ جس شخص نے اپنا اسلام لاہور کی مال (روڈ) کی دکان سے خریدا ہو وہ تو ضائع ہو جائے گا۔ لیکن مَیں اور تم جنہیں خدا خود اپنے منہ سے کہتا ہے۔ کہ تم (مومن) مسلمان ہو تو پھر ہمیں کیا فکر ہے۔ دنیا جو مرضی کہتی رہے۔ ہمیں فکر ہی کوئی نہیں۔ باقی تبصرے بعد میں ہوتے رہیں گے۔

صدر	مکرم محمد احسن شیخ صاحب	سیکرٹری مال	مکرم عبد الغنی صاحب بانڈے
سیکرٹری تبلیغ	" مختار احمد صاحب شیخ	" تعلیم و تربیت	" طاہر احمد صاحب
" امور عامہ	" عبد الرحمٰن صاحب بانڈے	" تحریک جدید وقف جدید و جوبلی	مکرم طاہر احمد شاہ صاحب

امام الصلوٰۃ　مکرم عبد الرؤف صاحب میر

ایک خوشکن اطلاع

ہجری شمسی کیلنڈر کا استعمال اب ایران کے بعد سعودی عرب میں بھی

احبابِ جماعت کے لئے یہ خبر یقیناً قلبی و روحانی مسرت کا موجب ہوگی کہ ہجری شمسی کیلنڈر جس کا آغاز ہمارے آقا، ہمارے مولانا، سیّد المرسلین، خاتم النبیین، خاتم المؤمنین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بابرکت واقعہ ہجرت سے ہوتا ہے اور جس کو جماعتِ احمدیہ ۱۹۴۰ء سے رواج دے رہی ہے اب ایران کے بعد سعودی عرب میں بھی استعمال کیا جانے لگا ہے۔ اس علمی انقلاب کا پتہ حال ہی میں روزنامہ "البلاد" سے ہوا۔ جس نے اپنی ۲ ستمبر ۱۹۷۴ء کی اشاعت میں صفحہ اوّل پر عیسوی اور ہجری قمری سنہ کے ساتھ خاص اہتمام کے ساتھ ہجری شمسی سال ۱۳۵۲ بھی دیا ہے۔

یہ اخبار ممتاز سعودی صحافی عبد المجید شبکشی کی ادارت میں جدّہ سے نکلتا ہے جو مملکتِ عربیہ کی سب سے اہم بندرگاہ نہایت خوبصورت اور جدید شہر ہے۔ حجاز کی تجارت تمام تر اسی بندرگاہ سے ہوتی ہے اور اسی پر مسلم ممالک سے آنے والے حجاج کے جہاز آتے ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ جس اسلامی تقویم کی بنیاد قریباً ۳۴ برس قبل سیّدنا حضرت مُصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے اولو العزم امام ہُمام کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی۔ اور جس کے پیچھے صرف مغربی تمدن و ثقافت سے نجات اور اسلامی تاریخ و تہذیب کے فروغ و احیاء کا پاک جذبہ کارفرما تھا۔ رفتہ رفتہ مسلم دنیا میں مقبول ہو رہی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ احسانہٖ۔ (دوست محمد شاہد)

(الفضل ربوہ ۱۲/۵۳ ۱۲۰۱۰)

منظوری انتخاب عہدیداران جماعتہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل عہدیداران کی یکم مئی ۱۹۷۴ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۷۷ء تک تین سال کے لئے منظوری دی جاتی ہے۔

ناظرِ اعلیٰ قادیان

جماعت احمدیہ شاہجہانپور

صدر	مکرم محمد عقیل صاحب قریشی
سیکرٹری مال	" محمد صادق صاحب "
جنرل سیکرٹری	" محمد عابد صاحب
محصل	" محمد شاہد "

جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ

صدر	مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب
نائب صدر	" محمد عبد الغنی صاحب
سیکرٹری مال	" " "
" تبلیغ و تعلیم	" مولوی بشیر احمد صاحب خادم
" امور عامہ	" محمد عبد الحی صاحب
" تحریک جدید	" عبد الکریم صاحب
" وقف "	" سراج احمد صاحب
" ضیافت	" محی الدین صاحب
قاضی	" سیٹھ محمود احمد صاحب

جماعت احمدیہ کامٹی

صدر	مکرم مرزا اطہر بیگ صاحب
سیکرٹری مال	" مولوی خورشید احمد صاحب انور

سیکرٹری ضیافت	مکرم مرزا اجمل بیگ صاحب

جماعت احمدیہ کنگ ناڈن اوایم پی

صدر	مکرم سید ابو صالح صاحب
نائب صدر	" شیخ محمد عبد الرب "
سیکرٹری مال	" عبد الصمد خاں صاحب
" تبلیغ	" مولوی غلام مصطفیٰ صاحب
" امور عامہ	" " فضل جلیل
" تعلیم و تربیت	" سید محمود احمد "
" تحریک جدید / " وقف جدید	سید ظفر الدین احمد صاحب B.S.C D.E.D
" وصایا	" ڈاکٹر طارق احمد صاحب M.B.B.S
" ضیافت	" سید سعید احمد صاحب B.A
آڈیٹر	" انصار الحق صاحب B.S.C
" جوبلی فنڈ	" محمد سلیم صاحب B.A.L.L.B

جماعت احمدیہ مظفرپور

صدر	مکرم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب
سیکرٹری مال	" سید داؤد احمد صاحب

جماعتِ احمدیہ مانددھن

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ناظر بیت المال زائد

سرکش، مغرور، متکبر عناصر ہر دور میں حق کے پرستاروں کے خلاف ظلم کا بازار گرم رکھتے رہے ہیں۔ قرآن کریم اور تاریخ اُمم ہزار ہا ایسے بیشمار واقعات کا ذکر ملتا ہے کہ تاریکی کے فرزندوں نے راستبازوں کو اپنی ریشہ دوانیوں اور جور و استبداد کا نشانہ بنایا۔ جبر و تشدد کے ساتھ اُن کو جادہ حق سے منحرف کرنے کی کوششیں کیں اور نئے سے نئے مظالم اختراع کرکے اُن کو مشقِ ستم بنایا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور اُن کے متبعین اپنے اپنے زمانہ میں اس قدر دُکھ دیئے گئے اور مصائب و آلام میں مبتلاء کئے گئے کہ سابقہ تمام ریکارڈ ٹوٹ جاتے رہے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ وہ خوش قسمت حق پرست جو عشق الٰہی کی شراب سے مخمور ہوتے ہیں وہ مصلحت وقت کو بالکل نظر انداز کرکے وقت کے نمرودوں کی جلائی ہوئی آگ میں کود جاتے ہیں اور خطرات سے بے نیاز ہو کر حق سے بغلگیر ہو جاتے ہیں۔ عقل پکارتی رہ جاتی ہے کہ دیکھو! تمہارے راہ میں بیشمار کانٹے بچھے ہوئے ہیں خرد کا انتباہ ہوتا ہے کہ تمہارے سامنے خطرات منہ پھاڑے کھڑے ہیں، مگر یہ سارے دام بچھے رہ جاتے ہیں اور جنون اِن خطرات کو پھلانگتا ہوا اور موت کی ہنسی اُڑاتا ہوا آگے بڑھ جاتا ہے۔

۲۹۔ مئی ۱۹۷۴ء کے بعد پاکستان میں احمدیت کے خلاف جو طوفان بے تمیزی اُٹھا وہ اپنے دامن میں آگ لئے ہوئے تھا جس کا نشانہ مملکت خداداد پاکستان کے لاکھوں مظلوم احمدی بسنے والے تھے، چنانچہ ۲۹۔ مئی کی رات گزرنے سے پہلے پہلے پاکستان کے بہت سے مقامات پر جماعت احمدیہ کے بے گناہ افراد کے لئے سولیاں ایستادہ کر دی گئی تھیں اور دیو ہلاکت ہزاروں رنگوں میں جلوہ گر ہو کر احمدیت سے قربانیاں مانگ رہا تھا۔ اور جہاں کہیں احمدی موجود تھے وہاں قیامتیں برپا کر دی گئی تھیں۔ احمدی شہیدوں کی بے گور و کفن لاشیں سڑکوں پر پڑی تھیں اُن کے مکان جل رہے تھے اُن کے اثاثے لوٹے جا رہے تھے اُن کی لائبریریاں جلا کر بھسم کی جا رہی تھیں ان کی مسجدوں کو مسمار کرکے نعرے لگائے جا رہے تھے اور قرآن پاک کے ہزاروں نسخوں کو پاؤں تلے روندا جا رہا تھا۔

اُس وقت ...... ہاں اُس وقت ...... ۲۹۔ مئی ۱۹۷۴ء کے بعد احمدیت کا نام لینے والا ہر شخص واجب القتل تھا، لیکن کچھ ایسی روحیں بھی تھیں جن میں قسامِ ازل نے سعادت بھر دی تھی۔ وہ لوگ فدائیت اور فنائیت کے ناقابل شکست جذبے دلوں میں بسائے احمدیت کی گود میں آنے کے لئے بیتاب تھے وہ جانتے تھے کہ بھڑکی ہوئی ملائیت محض ایک کھوکھلا نعرہ ہے۔ یہ وہی ملا ہے جس کی بے عملی اور جمود سے مساجد کے منبر و محراب نالاں ہیں۔ یہ وہی مُلا ہے جس کی لفاظی کے ساتھ عمل نہیں ...... وہ جانتے تھے کہ احمدیت حرکت و عمل کا نام ہے۔ اُنہیں معلوم تھا کہ آج تختۂ زمین پر جماعت احمدیہ ہی وہ جماعت ہے جو ایک بے مثال تنظیم کے ساتھ باوجود اپنی قلت اور غربت کے عظیم الشان قربانیاں کر رہی ہے اور دنیا کے بیشتر ممالک میں اسلام کی بے لوث خدمت کر رہی ہے اور دنیا کو قرآن کریم کی تعلیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت سے روشناس کروا رہی ہے، چنانچہ یہ ایک حیرت انگیز اور ایمان افروز واقعہ ہے کہ اُسی خونیں ۲۹ مئی کے بعد اگست کے اواخر تک پانچ ہزار کے قریب بیعتیں ربوہ پہنچیں۔ تلواریں لہراتی رہیں آگیں جلتی رہیں، خوف و دہشت کے پہرے ہر چہار سُو رو بعمل رہے ظلم اپنی پوری شدت سے نمار فرما رہا۔ جبر اپنے پورے کمال تیغ کے ساتھ مظلوموں کی گردنیں دبوچتا رہا۔ آگ اور خون کا ریلا آیا، مانا را، مُلا چیختا رہ گیا کہ احمدی اسٹیجوں سے بلند بانگ نعرے لگتے رہے کہ احمدی واجب القتل ہیں۔ قتل نئے سے نئے کھلتے چلے گئے، قتل گاہیں، بے گناہ احمدیوں کی لاشوں سے آباد ہوتی چلی گئیں مگر احمدیت کا کارواں بڑھتا چلا گیا۔

آہ! عالم مُلا جس کی فتنہ سامانیوں نے ہر دور میں ملتِ اسلامیہ کی چولیں ڈھیلی کیں، اور ہزاروں بے گناہوں کو اپنی فرقہ پرستی کی ہوس پر قربان کر دیا۔

پس یوں تو قبول احمدیت ہمیشہ ایک جرأت مندانہ اقدام رہا ہے لیکن ۲۹۔ مئی ۱۹۷۴ء کے بعد صرف تین ماہ کے عرصہ میں اپنی قتل گاہوں کے آس پاس سے پانچ ہزار سعید روحوں کا احمدیت کی آغوش میں آجانا ایک ایمان افروز واقعہ ہے۔ اے واجب الاحترام احمدی شہیدو! مبارک ہو کہ تمہاری قربانیاں ثمر ور ہوئیں۔ اور اے نئے آنے والے پانچ ہزار جرأت مندو! اپنے سر ہتھیلیوں پر رکھ کر آؤ کہ احمدیت ابھی مزید قربانیاں مانگتی ہے۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہم سب سے عظیم فدیہ کا مطالبہ کر رہی ہے۔ آتشِ نمرود ابھی تک اپنی پوری ہلاکت آفرینیوں کے ساتھ بھڑک رہی ہے۔ خدا کا نام لے کر محمد رسول اللہ صلعم کی عظمت کا نعرہ بلند کرتے ہوئے یوں کود جاؤ اس آگ میں کہ عقل محو تماشائے لب بام رہ جائے!!

پھر کتنی خوش ہے ہماری وہ بہن جس نے سرگودھا کے علاقہ میں ایک روحانی خواب کی بناء پر عین اُن ایام میں اپنے چاروں بیٹوں سمیت ربوہ پہنچ کر حق کو قبول کیا جبکہ چاروں طرف احمدیت کی مخالفت اور عداوت کے طوفان موجیں مار رہے تھے اور قدم قدم پر خطرات کے عفریت اپنے خوفناک جبڑے کھولے کھڑے تھے۔ کفر کے فتوے لگ رہے تھے۔ پاکستان کے طول و عرض میں جماعت احمدیہ کے خلاف کفر کے فتوے مائیکروفونوں پر نشر ہو رہے تھے۔ اور مکمل سماجی بائیکاٹ اپنے تمامتر شدائد کے ساتھ جاری تھا۔ فتنہ پرداز غنڈے گلی کوچوں میں شکاری کتوں کی طرح احمدیوں کی بو سونگھتے پھر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس خاتون پر احمدیت کی صداقت کو ایک خواب کے ذریعہ واضح کیا۔ نیند سے بیدار ہوتے ہی اُنہوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے بیٹوں کو پاس بلایا اور بتایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے خواب کے ذریعہ سے علم پایا ہے کہ احمدیت حق پر ہے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اگلی سانس کا کوئی اعتبار نہیں کہ آئے یا نہ آئے۔ میں تم کو گواہ رکھ کر کہتی ہوں کہ میں احمدی ہوں۔ اگر میں بیعت فارم پر کرنے یا ربوہ پہنچنے سے قبل مر جاؤں تو میرے قبول حق کی اطلاع ربوہ پہنچا دینا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں میرے جنازہ کی درخواست کرنا۔

کتنے خوش قسمت اور فرمانبردار اور نیک طینت تھے وہ چاروں بیٹے کہ اُنہوں نے ماں کے دودھ کا حق ادا کر دیا اور راستہ کے خطرات سے بے نیاز ہو کر کہا اماں دیر مت کرو ہم ابھی آپ کے ساتھ ربوہ چلنے کو تیار ہیں چنانچہ ہوش و خرد کے دام پیچھے کے پیچھے رہ گئے اور وہ پانچوں حق کے پرستار ربوہ کے لئے روانہ ہو گئے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر احمدیت کی آغوش میں پہنچ گئے۔

اے ہماری قابل احترام بہن! راستے مسدود ہیں آمد و رفت کی سہولتیں موجود نہیں ورنہ جی چاہتا تھا کہ ہم آپ کی خدمت میں خود پہنچ کر مبارکباد پیش کریں اور عرض کریں کہ کتنا قابل رشک تھا آپ کا یہ کردار کہ بپھرے ہوئے طوفانوں میں سے گذر کر آپ نے ایمان کی حلاوت پائی۔

ایک خط میرے سامنے رکھا ہے میں حیرت اور رشک کے ملے جلے جذبات کے ساتھ پڑھ رہا ہوں۔ حیرت اس بات پر ہے کہ ۷۔ ستمبر کو ریڈیو پاکستان سے اعلان ہوتے ہیں کہ احمدی غیر مسلم ہیں یہ خط لکھا گیا ہے۔ یہ خط منہ سے بول رہا ہے کہ عشق اندھا ہوتا ہے۔ یہ خط بآواز بلند پکار رہا ہے کہ جب عشق کی چنگاری دل کے نہاں خانوں پر منعکس ہوتی ہے تو ایمان بے پناہ جذبوں سے بغلگیر ہو جاتا ہے اور رشک اس لئے ہے کہ کاش! یہ توفیق مجھے بھی ملی ہوتی۔ گو میں خدا کے فضل سے احمدی ہوں لیکن قربان جاؤں اس خوش قسمت احمدی پر جس نے ۷۔ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ریڈیو پاکستان سے قومی اسمبلی کے تاریخی ظالمانہ فیصلہ سنتے ہی حق کو قبول کیا۔ شاباش! زندہ باد میرے بھائی کہ آپکا قبول احمدیت شہادت کے درجہ کے قریب ہے

یہ خط اوکاڑہ سے آیا ہے۔ اس میں ہمارے ایک احمدی بھائی نے یہ اطلاع دی ہے کہ ۷۔ ستمبر کو جب ریڈیو پاکستان نے یہ اعلان کیا کہ قومی اسمبلی نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا ہے تو ایک سنجیدہ مزاج تاجر جو قریب سے جماعت احمدیہ کو جانتا تھا اور ہمارے اعمال و عقائد سے واقف تھا وہ میرے پاس پہنچا اور کہا میرا بیعت فارم پُر کرو کیونکہ اگر جماعت احمدیہ ... اور اسلام کی خدمت گزار

جماعت مسلمان نہیں تو دنیا میں ایک بھی مسلمان موجود نہیں۔ میں آج ہی اسی وقت جماعت احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں۔

اور یوں ایک قابل رشک جرأت رندانہ مخالفین احمدیت کے پیدا کئے ہوئے بے سروپا وسوسوں سے ٹکرا گئی۔ اور حرارت ایمانی سے شناسائے حقیقت ہو کر ایک خوش قسمت انسان احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے خدام میں شامل ہو گیا۔ ہم اپنے اس بھائی کو مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عظمت اسلام اور عظمت محمد رسول اللہ صلعم کی خاطر خدمت بجا لانے کی ہمیشہ توفیق بخشے۔ آمین۔

ایک اور خط یُو پی کے ایک شہر سے آیا ہے یہ ایک کا لجیٹ نوجوان کا خط ہے یہ خط بھی عین اس وقت لکھا گیا جب آتش نمرود کے سر بفلک شعلے بلند ہو رہے تھے اور احمدیت کو ایک ناقابل معافی جرم تصور کیا جا رہا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے روحانی فرزندوں کو تیار کیا جا رہا تھا کہ وہ خلیلی صفات اپنے اندر پیدا کر کے بھڑکتی ہوئی آگ کے ان شعلوں میں مردانہ وار کود جائیں، اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی غلاموں میں شامل ہو کر اشاعت اسلام کی عالمگیر مہم میں اُن کے معاون بن جائیں۔

یُوں تو احمدیت کو قبول کرنا روز اوّل سے ہی کانٹوں کی سیج بنا رہا ہے لیکن حالیہ پاکستانی فیصلہ کے بعد جب کہ چاروں طرف سے احمدیت کے خلاف تیروں کی بوچھار ہو رہی ہے اور احمدیت کا ذکر کرنا بھی ایک جرم قرار دیا جا رہا ہے کسی شخص کا احمدیت کو قبول کرنا معمولی واقعہ نہیں ہو سکتا۔ اس نوجوان کو بھی قبول احمدیت کے بعد اپنوں اور غیروں کی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے لیکن اس کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ دیکھئے تو کتنی جرأت ایمانی کے ساتھ وہ ان مشکلات کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اس نوجوان نے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے نام اپنے ایک خط میں تحریر کیا ہے۔

"السلام علیکم! آپ کے اور مولوی صاحبان کے خطوط ملے۔ پڑھ کر دل کو بہت سکون ہوا۔ میں خیریت سے ہوں۔ کچھ دنوں سے حالت خراب چل رہی تھی۔ اب خدا کا شکر ہے۔ گھر میرے احمدی ہونے کا پورے شہر..... میں ڈھنڈورہ پٹ گیا ہے اور لوگ بہت زیادہ مخالفت کرتے ہیں اور ابھی جاری ہے۔ ایک مرتبہ مجھے گھر سے نکال دیا گیا تھا میں اپنا تمام سامان لے کر جناب ..... کے گھر آ گیا تھا۔ لیکن ہم چھ بھائی بہن ہیں۔ چار بھائی دو بہنیں ہیں۔ اور میں سب سے چھوٹا ہوں اس لئے محبت مجھ سے بہت زیادہ ہے۔ اس لئے میری بہنیں روتی ہوئی شام کو آکر مجھے لے گئیں یہاں تک کہ والدہ صاحبہ جنہوں نے نکالا تھا وہ بھی بہت روئیں اور گھر میں کسی نے بھی شام تک کھانا نہیں کھایا تھا میرے آنے پر ہی کھایا۔ خدا کا شکر ہے اتنی مخالفت ہونے کے باوجود میرے پیارے خدا نے مجھے بڑی اچھی طرح اپنے مقام پر قائم رکھا ہے جب لوگ مجھے گالیاں دیتے ہیں مجھے میرا پیارا خدا یاد آتا ہے اور وہی صبر دیتا ہے لوگوں نے یہ اُڑا دیا ہے کہ کیونکہ یہ بی۔ اے کا طالب علم ہے اس لئے اسے کسی خوبصورت لڑکی کا لالچ دیا ہے اور بیس ہزار روپے دیئے ہیں۔ خدا میری عقل سے وہ جوابات دلواتا ہے کہ یہ میرا منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ میرے حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث) سے خاص دعاؤں کو لکھ دیجئے گا۔ باقی بہت بہت السلام علیکم....."

جماعت احمدیہ کے خلاف کفر کے فتوے لگتے آئے ہیں اور لگ رہے ہیں اور آئندہ بھی لگتے رہیں گے۔ دنیا میں سوا لاکھ کے قریب انبیاء آئے۔ قرآن پاک فرماتا ہے کہ ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں رہا جس کی تکذیب نہ کی گئی ہو جس کا استہزاء نہ کیا گیا ہو۔ وہ کونسا راستباز گذرا ہے جسے اپنے وقت کے علماء کے ہاتھوں دکھ نہ اٹھانا پڑا۔ سید ولد آدم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑا راستباز کون ہو سکتا ہے؟ آپؐ کو اور آپؐ کے صحابہ کو جو دکھ دیئے گئے انہیں یاد کر کے آج بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قرآن پاک گواہی دیتا ہے کہ مایاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن ہر دور کے ظاہر پرست علماء نے قوموں کو گمراہ کیا۔ کاش! ایسا نہ ہوتا لیکن کس کے بس میں ہے کہ سُنت اللہ کو تبدیل کر سکے۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ قطرہ ہزاروں صبر آزما مراحل سے گذر کر ہی گوہر بنتا ہے۔ سونا آگ میں ہی پڑ کر کندن ہوتا ہے سپند کے لئے یہی مقدر ہے کہ مجمر کی پگھلا دینے والی حرارت میں سے گذر کر نکھرے۔ پس اس قسم کے ابتلاء تو آتے ہی ہیں۔ لیکن یہ بھی ایک ابدی حقیقت ہے کہ سعید روحیں ہمیشہ ہر قسم کے خطرات کو دل و دماغ سے جھٹک کر حق کی آغوش میں پہنچتی رہی ہیں تاریخ آج بھی اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ احمدیت کے چاروں طرف آج بھی ظلم وستم کا پہرہ ہے۔ لیکن وہ لوگ جن کی فطرت نیک ہے وہ احمدیت سے آج بھی پیار کرتے ہیں۔ کچھ آ چکے ہیں۔ کچھ آنے والے ہیں بلکہ کروڑوں آنے والے ہیں۔ دنیا ہمیں جو بھی کہے ہمیں دنیا کے فتووں کی ذرہ برابر پرواہ نہیں ہے۔ ہمیں خدا نے عرش سے مسلمان قرار دیا ہے، اور زمین کے کناروں تک قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلعم کی آواز کو پہنچانے کا کام ہمارے سپرد کیا ہے اور ہمارا عزم ہے کہ ہم یہ کام کر کے رہیں گے۔ ہم ہزاروں لاکھوں جانوں کی قربانیاں دے کر بھی یہ کام کرتے رہیں گے۔ ہم اپنے اموال اور عزتیں اس عظیم مقصد پر نچھاور کر کے بھی اسلام کی تبلیغ کرتے رہیں گے۔

ہمیں ان لوگوں سے ہمدردی ہے جو ہمارے اس عزم کی راہ میں حائل ہو رہے ہیں۔ ہمیں اُن سادہ لوح عوام سے بھی ہمدردی ہے جو فتنہ پردازوں کے جھانسے میں آکر ہمارے خلاف کارروائیاں کر رہے ہیں۔ کاش! وہ ایسا نہ کرتے اور قیامت کے دن انہیں ندامت کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور یہ اقرار نہ کرنا پڑتا کہ:۔

اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا۔

اعلان بحالیٔ وصیّت

مکرمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ مجیر وظیفہ یاب ساکن دیو درگ موصیہ نمبر ۳۸۲۸ کی وصیت بوجہ بقایا دار ہونے کے اگست ۱۹۶۹ء میں منسوخ کر دی گئی تھی۔ اب انہوں نے سابقہ بقایا اور درمیانی عرصہ کا حساب کر کے پوری رقم حصۂ آمد میں ادا کرتے ہوئے بحالیٔ وصیّت کی درخواست کی تھی لہٰذا مجلس کار پرداز نے زیر فیصلہ نمبر ۶ مورخہ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۷۴ء اور صدر انجمن احمدیہ قادیان نے زیر ریزولیوشن نمبر ۲۲۰ غ م مورخہ ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۷۴ء وصیّت بحال کرنے کی منظوری مرحمت فرما دی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

مرمت مقامات مقدسہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکانات جو مقدس اور تاریخی اہمیت کے حامل ہیں مرور زمانہ کے باعث ان کی ضروری مرمت کا اہم مسئلہ اس وقت سامنے ہے۔ یہاں تک کہ اب حضور کے تعمیر شدہ کچھ مکانوں کی چھتیں اور دیواریں بارشوں کی وجہ سے بوسیدہ ہو گئی ہیں اور گر گئی ہیں جن کا تعمیر اور مرمت کرنا نہایت ضروری ہے۔

ہندوستان کی جماعتوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل اور احسان ہے کہ انہیں احمدیت کے دائمی مقدس مرکز قادیان کی براہ راست خدمت کے مواقع حاصل ہیں اور اس کے ساتھ ہی وہ جب چاہیں اس تخت گاہِ رسول کی زیارت سے مستفیض ہو سکتے ہیں اس سہولت اور سعادت کا یہ تقاضہ ہے کہ ہندوستان کے مستطیع احباب جماعت اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے شکرانہ کے طور پر مرمت مقامات مقدسہ کی اہم ضرورت کو پورا کریں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است!!!

از جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر جائیداد صدر انجمن احمدیہ قادیان

تاریخ شاہد ہے کہ ہر روحانی دَور کی ابتداء عجیب کمزوری اور بے کسی کی حالت سے ہوئی ہے۔ ہر زمانے میں یزیدی اور شیطانی قوتوں نے حق وصداقت کی آواز کو دبانے کے لئے ظلم وتشدد کو اپنا شعار بنایا اور مکر و فریب کے تمام حربے اختیار کئے۔ مگر روحانی جماعتوں نے ہمیشہ خدا کی رضا کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس کی راہ میں مصائب وآلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ اور اپنے عہدِ وفا کو صبر واستقامت سے پورا کرکے ہر مرتبہ اس حقیقت کو ثابت کر دیا کہ ان کے نزدیک یہ زندگی اور اس کا ساز وسامان بے حقیقت چیزیں ہیں

خدا تعالیٰ کی اس سُنتِ قدیمہ کے ماتحت جماعت احمدیہ بھی ایک کڑے امتحان کے دور سے گذر رہی ہے۔ اور یہودی صفت علماء کے ہاتھوں جبر وتشدد کا نشانہ بنی ہوئی ہے مگر یقین ہے کہ ع

ظلم کا زہر گھولنے والے
کامراں ہو سکیں گے آج نہ کل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فارسی شعر کے مصرعہ

"صد حسین است در گریبانم"

پر اعتراض کرنے والوں کے لئے کربلا کے حادثہ عظیمہ کی یاد آج اس قدر صفائی کے ساتھ پاکستان میں احمدی مظلوم شہداء کے ساتھ کئے گئے ظلم وستم سے تازہ ہوئی ہے کہ ان دردانگیز واقعات کو چشمِ بصیرت سے دیکھنے والوں کے لئے تازہ زخم کہن کے وافر سامان موجود ہیں۔ جس طرح حضرت اسماعیلؑ نے الٰہی امتحان کے ماتحت وادیٔ غیر ذی زرع میں شدتِ پیاس سے ایڑیاں رگڑی تھیں۔ اور ہمارے آسمانی آقا نے اپنے محبوب بندے کی قربانی قبول کرتے ہوئے اس مقدس وادی کو ہمیشہ ہمیش کے لئے عظمت بخشی اور تمام دنیا کے لئے مرجع خلائق بنا دیا۔ جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام نے مشکلات ومصائب کے ہجوم میں آغاز سے انجام کار تک دعوت موسوی و شریعت سے دامن رکھا۔ اور وہ اور ان کی جماعت جب مشکلات کی آگ سے کندن بن کر نکلی تو گوہر مراد کو پہنچی نیز جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو ایک طویل عرصہ یہود کے ہاتھوں آلام ومصائب کا شکار رہنا پڑا۔ اور لمبے امتحان کے دَور کے بعد بالآخر ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہوئے۔ اسی طرح زمانہ گواہ ہے کہ اسلام کی نشأۃ اُولیٰ میں ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی مختصر جماعت کو کفار مکہ کے ہاتھوں ان گنت مصائب اور تکالیف برداشت کرنی پڑیں تین سال کا عرصہ شعب ابی طالب میں محصوری اور مقاطعہ کا گزرا یہ زمانہ ۶ نبوی سے ۹ نبوی تک کا تھا۔ اور صفا کی پہاڑی سے دعوت حق دینے کے دو سال بعد شروع ہوا جبکہ حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ ایمان لا چکے تھے اور کفار کو مسلمانوں کی طاقت اور روز افزوں ترقی کے متعلق خطرہ محسوس ہونا شروع ہوا تھا اور انہوں نے مخالفت میں شدت شروع کر دی تھی۔ ۱۳ نبوی کو جب مسلمانوں پر ظلم وستم کی انتہا ہو گئی تو حکم خداوندی کے ماتحت ہجرت کا عظیم تاریخی واقعہ پیش آیا۔ کفار نے مل کر ایک بہت بڑی سازش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی تیار کی۔ اور حضورؐ کے مکان کے چاروں طرف محاصرہ کر لیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کی تاریکی میں "فاغشیناھم فھم لا یبصرون" پڑھتے ہوئے باہر نکلے اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے فی الحقیقت دشمنوں کی آنکھوں میں پردہ ڈال دیا اس سفر میں حضرت ابوبکرؓ بھی حضورؐ کے ہمرکاب تھے دونوں نے غارِ ثور میں جا کر پناہ لی جب دشمن آپ کا تعاقب کرتا ہوا کھوجی کی مدد سے غار کے پاس پہنچا تو حضرت ابوبکرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے گھبراہٹ ہوئی مگر آنحضرت نے "لا تحزن ان اللہ معنا" کے پر یقین الفاظ سے ان کو تسلی دی۔ تین روز اس جگہ قیام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے مدینہ کا رُخ کیا اس طرح روانگی سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی طرف منہ کرتے ہوئے نہایت درد بھرے الفاظ میں فرمایا کہ:- "اے مکہ کی سرزمین مجھے تو بہت عزیز ہے۔ مگر یہاں کے لینے والے مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے اس لئے مجبوراً تجھے چھوڑ رہا ہوں"۔ یہ زمانہ کس قدر خوف وہراس سے پر تھا۔ اور مٹھی بھر مسلمان کس بے بسی اور کسمپرسی کے عالم میں بسر کر رہے تھے اسلامی تاریخ کے سینکڑوں واقعات ان کی تفصیلات سے بھرے پڑے ہیں جن کو پڑھ کر انسان کی رُوح کانپ جاتی ہے اور دل ودماغ پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ ع

انتہا ظلم کی جب حد سے گزر جاتی ہے
لبِ زنجیر سے آوازِ بقا آتی ہے

ہجرت کے بعد جب کفار نے اپنی شرارتیں جاری رکھیں اور اپنی بے باکی سے نہ رکے تو مدافعت کی اجازت کا دَور شروع ہوا۔ مگر اس کے باوجود صلح حدیبیہ کی شرائط اس زمانہ کی کمزوری اور مجبوری کی طرف نشاندہی کرنے کے لئے کافی ہیں۔ لیکن پھر خدائی نصرت اور قدرت ثانی کا خاص وقت بھی آیا اور

"کتبَ اللّٰہُ لاغلبنّ انا ورُسُلی" اور "یدخلون فی دین اللہِ افواجا"

کے آسمانی وعدے بڑی شان کے ساتھ پورے ہوئے اور دنیا نے دیکھ لیا کہ وعدوں کا سچا خدا انتہائی نامساعد اور ناامیدی کے حالات میں اپنے بندوں کی تائید اور دستگیری کس طرح فرماتا ہے

خدا تعالیٰ کی ابدی تقدیر کے مطابق آج جماعت احمدیہ بھی آزمائش کے پُر خطر دَور میں سے گذر رہی ہے۔ اور پاکستان میں گذشتہ پانچ ماہ سے وہاں کی جس حکومت کے سامنے جو ظلم وستم کا بازار گرم ہے اور وہاں کے یہود صفت مسلمان مخالف مولوی اور ان کے ہمنوا جو بے گناہ احمدیوں پر انسانیت سوز مظالم ڈھانے کے علاوہ مساجد اور قرآن مجید کی بے حرمتی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ان کی تفصیل ایک حد تک اخبارات میں آ چکی ہے۔ جماعتِ احمدیہ کی غیر معمولی ترقی کو دیکھ کر طاغوتی طاقتیں حسد کی آگ میں بریاں و بیچاں ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں جماعت کو تباہ وبرباد کر دیا جائے۔ مگر ع

رک سکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے

جماعتِ احمدیہ آج بیج کی ابتدائی حیثیت سے نکل کر تن آور اور مضبوط سایہ دار درخت کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ اور ہم خدائی تقدیر کے مطابق نمائش گاہِ عالم میں کچھ اس طرح دھکیل دیئے گئے ہیں کہ تمام دنیا کی نظریں ہماری طرف ہیں اور بعض لوگ ہمدردی اور فکر مندی کے ساتھ ہم سے سوال کرتے ہیں کہ پاکستان کی قومی اسمبلی کے مجنونانہ فیصلہ اور وہاں کی غیر انسانی ہنگامہ آرائی کے پیشِ نظر اب کیا ہوگا۔

ہمارا جواب اُن کو وہی ہے جو آج سے قریباً ۸۰ برس قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما چکے ہیں حضور فرماتے ہیں:-

"خدا کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جب تک کہ اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی عزت اور اپنے مال کو چھوڑ کر اپنی جان کو چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ اگر تم تلخی اٹھاؤ گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے۔ اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔"

پس اگر امتحان آئے اور خدا کی طرف سے انعام دینے کے لئے آئے۔ اور کامیابی کے یقینی وعدے کے ساتھ آئے۔ تو ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ خندہ پیشانی سے اس کا خیر مقدم کریں۔ اور اپنے فکر وعمل میں اتحاد پیدا کرکے اپنی ان عظیم ذمہ داریوں کا احساس کریں۔ جن کو ادا کرکے ہم نے ایک مرتبہ پھر سچی اور خالص توحید کو قائم کرنا ہے۔ حالات نے جس رنگ میں پلٹا کھایا ہے۔ اس کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے۔ کہ ہمارے دلوں سے دنیا کی محبت سرد ہو جائے۔ اور خدا تعالیٰ سے محبت بڑھ کر ... اور ہم میں سے ہر ایک اس انداز سے ... اور اپنا جائزہ لے کر اللہ تعالیٰ سے تعلق اور

قرب کے اعتبار سے ہم نے کس قدر ترقی کی ہے۔

جماعت احمدیہ کی ۸۰ سالہ تاریخ میں ایسے کئی موڑ آئے جبکہ علماء سوء نے جماعت احمدیہ کو نیست و نابود کرنے کی ناپاک سازشیں کیں اور اپنی طاقت کے زعم میں بڑے بڑے بلند دعوے کئے۔ مگر ہر مرتبہ وہ ناکام و نامراد رہے۔ اور ان کی مکروہ تدبیریں خود ان پر الٹ پڑیں۔ اور بالآخر جماعت کے لئے ترقی کی نئی راہیں کشادہ کرنے کا موجب ہوا۔ مثال کے طور پر ۱۹۳۴ء میں تمام مخالف عناصر نے متحد ہو کر احرار کانفرنس کے نام پر قادیان میں جماعت کے خلاف ہنگامہ برپا کیا۔ اور چند روز میں قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کا دعویٰ کیا۔ انہی دنوں حضرت مصلح موعودؓ نے خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر جہاں جماعت کو یہ خوشخبری دی کہ عنقریب احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکل جائے گی۔ وہاں آپ نے تبلیغ اسلام کے کام کو تمام بیرونی ممالک میں تیز کرنے کے لئے تحریک جدید کی بابرکت تحریک کا آغاز فرمایا۔ چنانچہ اس واقعہ کے ڈیڑھ سال کے اندر ہی مسجد شہید گنج لاہور کا معاملہ احرار کے لئے ذلت و تباہی کا موجب ہوا۔ اور جماعت احمدیہ نے اپنی قربانی کے [illegible] میں اضافہ کر کے ترقی کی نئی راہوں پر قدم [illegible] تھا۔

۱۹۵۳ء میں پاکستان میں تنگ نظر مولویوں نے قتل و غارت کا بازار گرم کیا۔ اور تحفظ ختم نبوت کے نام پر مسئلہ کھڑا کر کے جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا مطالبہ کیا۔ اور اپنے مطالبہ میں شدت پیدا کرنے کے لئے بے گناہ احمدیوں کے مکانات اور دکانیں لوٹنے اور مسجدوں کو جلانے کی مہم کو کارِ ثواب سمجھ کر ایک طوفان برپا کیا اس وقت بھی حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو اسوۂ نبوی پر کاربند رہتے ہوئے صبر و استقامت کی تلقین فرمائی اور یہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہماری مدد کے لئے دوڑا ہوا آرہا ہے۔ چنانچہ چند روز کے اندر ہی پاکستان میں مارشل لاء قائم ہو گیا۔ اور ایک فوجی حکومت امن و امان بحالی کرنے کا موجب بنی۔ اور وہ طبقہ جو ہمارے خلاف بڑے بڑے ارادے رکھتا تھا اپنے ان ارادوں میں ناکام رہا اور احمدیت کا قافلہ ایک واجب الاطاعت امام کی قیادت میں ترقی کی منزلیں طے کرتا چلا گیا۔ اس موقعہ پر فسادات کی تحقیقات کے لئے ہائی کورٹ کے دو فاضل ججوں پر مشتمل ایک کمیشن مقرر ہوا۔ جس نے کافی چھان بین کے بعد اپنی رپورٹ تحریر کی جو حکومت کی طرف سے شائع کی گئی۔ اس رپورٹ سے [illegible] کا ایک اقتباس [illegible] خدمت

ہوتا ہے۔ جس میں مسلمان کی تعریف کے تعلق میں کمیشن کا تبصرہ یوں ہے:

"ان متعدد تعریفوں کو جو علماء نے پیش کی ہیں۔ پیش نظر رکھ کر کیا ہماری طرف سے کسی تبصرے کی ضرورت ہے؟ بجز اس کے کہ دین کے کوئی دو عالم اس بنیادی امر پر متفق نہیں ہیں۔ اگر ہم اپنی طرف سے مسلم کی کوئی تعریف کر دیں۔ جیسے ہر عالم دین نے کی ہے اور وہ تعریف ان تعریفوں سے مختلف ہو جو دوسروں نے پیش کی ہے تو ہم کو متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا۔ اگر ہم علماء میں سے کسی ایک کی تعریف کو اختیار کر لیں تو ہم اس عالم کے نزدیک تو مسلمان رہیں گے لیکن دوسرے تمام علماء کی تعریف کی رو سے کافر ہو جائیں گے۔"

اس رپورٹ کے آخر میں ص ۲۸۵ پر کمیشن کے آخری الفاظ جو بطور نتیجہ کے تحریر ہیں یوں ہیں:-

"ہمیں یقین واثق ہے کہ اگر احرار کے مسئلے کو سیاسی مصالح سے الگ ہو کر محض قانون و انتظام کا مسئلہ قرار دیا جاتا تو صرف ایک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس ان کے تدارک کے لئے کافی تھا چنانچہ وہ طاقت جسے انسانی ضمیر کہتے ہیں ہمیں یہ سوال اٹھانے کی ترغیب دیتی ہے کہ آیا ہمارے سیاسی ارتقار کے موجودہ مرحلے پر قانون و انتظام کا مسئلہ اس جمہوری ہم بستر سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا جسے وزارتی حکومت کہتے ہیں اور جس کے سینے پر ہر وقت سیاسی کابوس سوار رہتا ہے لیکن اگر جمہوریت کا مطلب یہ ہے کہ قانون و انتظام کو سیاسی اغراض کے ماتحت کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ ہی علیم و خبیر ہے کہ کیا ہوگا۔"

افسوس ہے کہ پاکستان کی موجودہ حکومت نے ۱۹۵۳ء کے فسادات کمیشن کے تبصرے اور راہنمائی سے عبرت و بصیرت حاصل نہیں کی اور اپنی تنگ نظری اور سیاسی مصلحتوں کو اصولوں پر فائق سمجھ کر ایک ایسا شرمناک قدم اٹھایا ہے جو ان کے لئے ناقابل تلافی نقصان کا باعث ہو سکتا ہے۔ اور مستقبل کا مورخ اسے کبھی معاف نہیں کر سکتا۔

مخالف علماء کی کفر سازمشینیں اپنے کفر کے فتووں کے نتائج کے اعتبار سے بے اثر اور زنگ آلود ہو گئیں تو انہوں نے یہود اور کفارِ مکہ کے طرز پر انتہائی تشدد کا راستہ اختیار کیا۔ اور اپنے کفر کے فتووں میں رنگ بھرنے کے لئے حکومت کا سہارا اور مُہر لگوا کر ایک لحاظ سے آج اپنی شکست کا بزبان حال اعتراف کیا ہے۔

اس ہنگامہ آرائی کے ایام میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور تائید سے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پاکستان نیشنل اسمبلی کے توسط سے تمام پاکستان پر دلائل و براہین کے ذریعہ حجت پوری کرنے کی توفیق بخشی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ارشادات و پیغامات دنیا کے تمام احمدیوں تک پہنچ رہے ہیں ان میں طائف کے واقعہ کی مثال کے مطابق ظلم و ستم کرنے والوں کے حق میں اسوۂ نبوی کی پیروی کرتے ہوئے دعا کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ جس طرح باوجود زخمی اور لہولہان ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت علی الناس کا ثبوت دیتے ہوئے اہل طائف کے لئے بد دعا نہیں فرمائی اسی طرح آج بھی پاکستان میں سینکڑوں احمدی گھروں کی خانہ بربادی درجنوں بے گناہ احمدی مرد و زن کے قتل عام، کروڑوں روپے کی جائیداد کی تباہی و بربادی کے واقعات کی موجودگی میں خدا کے برحق خلیفہ نے ان لوگوں کے حق میں دعائیں کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان کی خون آشام سرزمین میں خدا کی راہ میں صبر و صدق کے ساتھ قربانی پیش کرنے والے جاں نثاروں نے اپنے ایمان اور ایثار کا حق ادا کر دیا ہے۔ ان کے خونِ ناحق کی سُرخی اور بے چین دلوں کی آہ و پکار رائیگاں نہیں جائے گی۔ بلکہ ہم سب کی آنکھوں سے دردِ دل سے نکلے ہوئے آنسو اس احکم الحاکمین کی درگاہ میں قبولیت سے نوازے جائیں گے۔ اور درِ اجابت تک پہنچ کر خدائی انعام کے دن کو قریب تر لانے کا موجب بنیں گے

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سب اپنے دل میں سچی تڑپ اور بے پناہ جذبہ سے سرشار ہو کر اس کے دروازے پر دستک دیں تا اس کی رحمت اور اس کا بے پایاں فضل ہمارے شامل حال ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو وقت کی نزاکت کے مطابق قربانی اور خدمت کی توفیق دے کر اس کے بے شمار فضلوں کو جذب کرنے کے قابل بنائے آمین۔

صد سالہ جوبلی کے عظیم منصوبے کا روحانی پروگرام

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عالمگیر روحانی منصوبہ کی کامیابی کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کے سامنے دعاؤں اور عبادات کا ایک خاص پروگرام رکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:-

(۱) جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک ہر ماہ احباب جماعت ایک نفلی روزہ رکھا کریں۔ جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جایا کرے۔

(۲) دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر نماز فجر کے پہلے تک۔ یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

(۳) کم از کم سات بار روزانہ سورۃ فاتحہ کی دعا غور و تدبر سے پڑھی جائے۔

(۴) تسبیح و تحمید اور درود شریف (یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ) کا اور اسی طرح استغفار (یعنی اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ) کا ورد روزانہ ۳۳، ۳۳ بار کیا جائے۔

(۵) مندرجہ ذیل دعائیں روزانہ کم از کم گیارہ بار پڑھی جائیں۔

(۱) رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

(۲) اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

منقولات

(انگریزی اخبارات سے تراجم)

قادیان کے احمدی

از جناب کے۔ این۔ سود صاحب نامہ نگار "ہندوستان ٹائمز"

دہلی سے شائع ہونے والے مشہور و معروف ہفت روزہ "ہندوستان ٹائمز" کی ۱۳ راکتوبر کی اشاعت میں اس کے نامہ نگار مسٹر کے۔ این۔ سود کا جو قادیان آئے تھے ایک مبسوط مضمون شائع ہوا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضور کے مزار اور مسجد کے ساتھ منارۃ المسیح کی دلکش تصاویر کے ساتھ مزین ہے۔ قارئین کرام کے لئے اس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

(مترجم: ملک صلاح الدین قادیان)

"اگر آپ کے پاس فالتو روپیہ ہو اور آپ اسے اراضی کی صورت میں لگانا چاہتے ہوں تو قادیان اور اس کے ماحول میں اراضی خرید لیں۔ جب کبھی آپ اسے نقدی میں تبدیل کرنا چاہیں تو وہاں ہر وقت ایک مستعد خریدار موجود ہوگا یعنی صدر انجمن احمدیہ۔ اس قصبہ میں اراضی کی قیمت فی ایکڑ ۱۹۵۰ء میں پانصد روپے سے بڑھ کر آج کل بیس ہزار روپے ہو چکی ہے۔

قبل تقسیم ملک قریباً سارا قادیان احمدیوں کی ملکیت تھا۔ اس کے پندرہ میں سے چودہ محلوں میں کلیۃً احمدی آبادی تھی جو ساڑھے تیرہ ہزار تھی۔ پانصد غیر احمدی مسلمانوں سمیت دیگر شہری ڈیڑھ ہزار کی تعداد میں تھے۔ قصبہ میں میونسپلٹی تھی۔ جس کے احمدی نمائندے ہمیشہ بلامقابلہ منتخب ہوتے تھے۔ ان امیدواروں کا انتخاب (حضرت) خلیفہ صاحب کی طرف سے ہوتا تھا اور جماعت باتفاق رائے ان کی توثیق کردیتی تھی۔ (حضرت) مولوی عبدالرحمن صاحب چیف سکریٹری انجمن احمدیہ کے بیان کے مطابق پولنگ صرف اس ایک وارڈ میں ہوتا تھا کہ جس میں احمدیوں کے سوا دیگر شہریوں کی آبادی تھی۔ مولوی صاحب جن کی عمر تراسی سال ہے۔ یہاں کی جماعت کے معمر ترین لیڈر ہیں۔ اور ۱۹۳۷ء تا ۱۹۷۲ء اس شہری باڈی (میونسپلٹی) کے ممبر اور دو ٹرموں میں اس کے پریذیڈنٹ رہ چکے ہیں۔ آپ کے والد (حضرت) شیخ برکت علی صاحب اور آپ کے ماموں (حضرت) حامد علی صاحب، بانی جماعت احمدیہ (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) کے (جن کی ولادت ۱۸۳۵ء میں اور وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی) اولین ماننے والوں میں سے تھے۔

ابتدائی تاریخ ــــ قادیان کا ابتدائی نام اسلام پور قاضی تھا۔ جس کی بنیاد (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) کے پڑدادا مرزا ہادی بیگ صاحب نے رکھی تھی جو خاندان تیمور کے ایک نونہال تھے۔ آپ کو پنجاب میں واقع بٹالہ کے قریب ستر دیہات کا قاضی۔ جس کا تلفظ قادی بھی ہے مقرر کردیا تھا۔ اس جائیداد کا اکثر حصہ سکھوں کے راج میں ضائع ہوگیا تھا۔ تاہم جماعت احمدیہ کے پیغمبر (علیہ السلام) کے والد ماجد (حضرت) مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کو اس جائیداد کا ایک حصہ بشمول اسلام پور قاضی واپس دیدیا تھا۔ مرور زمانہ سے یہ مقام قادیان کہلانے لگا۔ برطانوی راج کے دوران میں بھی اس رقبہ کے مالیہ کا دسواں حصہ (حضرت) مرزا صاحب کے خاندان کو ملتا تھا۔

(حضرت) مولوی عبدالرحمن صاحب کے بیان کے مطابق تقسیم ملک کے بعد خوشحال احمدی سرکاری ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد قادیان میں آباد ہوجاتے تھے۔ اس قصبہ میں بہت سی چھوٹی صنعتیں کامیابی سے فروغ پارہی تھیں۔ یہاں فولاد کا سامان، ہوزری کا مال، تالے اور باریک صحت والے آلات تیار ہوتے تھے۔

قریباً پانچ ہزار مزدور روزانہ باہر سے کام کرنے کے لئے قصبہ میں آتے تھے۔

یہ مقام ۱۹۴۷ء تک فرقہ وارانہ کشیدگی سے محفوظ رہا۔ ۱۹۴۷ء میں قریب کے دیہات کے غیر مسلموں کی طرف سے اس پر بار بار حملے ہوئے۔ یہاں سے پاکستانی سرحد صرف بیس میل دور ہے۔ مقام شکر ہے کہ جواہر لال جی نہرو کی ذاتی دلچسپی کے باعث احمدی احباب (حضرت) خلیفہ صاحب سمیت فوجی حفاظت میں بخیر و عافیت پاکستان چلے گئے۔ تاہم آپ کے بعد تین سو تیرہ قوی جسم افراد انجمن کے کام کی نگہداشت کے لئے ہندوستان میں ٹھہرے رہے۔ احمدیوں کے لئے یہ تعداد اہمیت کی حامل ہے۔ ان کے نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے متبعین آپ کی زندگی کے ایک نازک مرحلہ میں تین سو تیرہ ہی تھے۔

قادیان کے احمدیوں کے متروکہ مکانوں دکانوں اور اراضی پر پاکستان سے آمدہ ہندو اور سکھ پناہ گزین قابض ہوگئے تعلیم الاسلام ڈگری کالج، تعلیم الاسلام ہائی سکول اور نصرت گرلز ہائی سکول (علی الترتیب) لاہور سے منتقل ہونے والے سکھ نیشنل کالج اور پہلے ضلع گجرات میں قائم شدہ کلاسوالہ خالصہ ہائی سکول اور ویدکور آریہ گرلز ہائی سکول میں تبدیل ہوگئے۔ لیکن احمدیہ پر چارک کالج (مدرسہ احمدیہ) متاثر نہیں ہوا۔ صدر انجمن احمدیہ کے زیر انتظام جاری شفاخانہ نور اب صوبائی سرکار کی طرف سے بطور سول ہسپتال جاری ہے۔

بعد تقسیم ملک کے فسادات ــ

تقسیم ملک کے وقت کے فسادات میں احمدیوں کا جانی نقصان زیادہ نہیں ہوا، زیادہ تر اس لئے کہ ان کی تحریک (احمدیت) پرامن انداز کی تھی اور ان کے رہنماؤں کی طرف سے ہدایت تھی کہ حکومت سے تعاون کیا جائے۔ انہوں نے پاکستان سے آمدہ ہندو اور سکھ پناہ گزینوں کی ہر ممکن امداد کی۔ انجمن نے جو اناج اپنے کل ہند جلسہ سالانہ کے لئے خرید کر رکھا تھا، مفت ان میں تقسیم کردیا۔

ان ایام میں جن ممتاز شخصیتوں نے قادیان آکر احمدیوں کی حوصلہ افزائی کی، ان میں بنگال کے مکھیہ منتری ایچ۔ ایس۔ سہروردی (جو مہاتما گاندھی جی کی ہدایت پر آئے تھے)، مردولا سارا بھائی اور جنرل تھمایا تھے۔ بعد ازاں اچاریہ ونوبا بھاوے بھی اس قصبہ میں تشریف لائے تھے۔

جذبات ٹھنڈے پڑنے پر حکومت ہند نے (پاکستان میں ان کے رکے ہوئے اہل و عیال کو واپس آنے کی اجازت مرحمت کردی۔ اور انجمن کی اکثر جائیدادیں اسے واپس کردیں۔ ۱۹۵۶ء میں انجمن نے متروکہ املاک کے کسٹوڈین سے ایک صد اکانوے مکانات، دو لاکھ چوبیس ہزار سات سو روپے ادا کرکے دوبارہ خرید لئے۔ اب سرکاری دفاتر اور دیگر پبلک اداروں کے زیر استعمال انجمن کی عمارتوں کا کرایہ انجمن کو ملتا ہے۔ ملک کے دیگر حصوں میں بھی انجمن کی مملوکہ جائیدادیں ہیں جو افراد جماعت وصیت میں چھوڑ گئے تھے۔ ان کے کرایہ وغیرہ کی سالانہ آمد دو لاکھ روپے ہے۔

جماعت احمدیہ منظم اور مربوط ہے۔ وہ پاک اور تکلفات سے مبرا زندگی بسر کرتے ہیں اور باوجود اچھے اور خوشحال ہونے کے تمام تفریحات زندگی سے محترز رہتے ہیں۔

قادیان میں اپنے سہ روزہ قیام کے دوران میں نے کسی احمدی کو سگریٹ نوشی کرتے نہیں پایا۔ اپنے فرائض مذہبی کی ادائیگی کا میں نے انہیں بہت پابند پایا۔ وہ روزانہ پانچ نمازیں ادا کرتے، رمضان (شریف) میں روزے رکھتے، باقاعدگی سے تلاوت قرآن مجید کرتے اور غرباء میں خیرات تقسیم کرتے ہیں۔ (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) کے نبیرہ مرزا وسیم احمد صاحب انجمن کے سکریٹری برائے بیرونی امور نے پاکستان سرکار کے حالیہ فیصلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ:

"باایں ہمہ وہ ہمیں غیر مسلم کہتے ہیں۔ ہم ان سے بہتر مسلمان ہیں۔ اور قرآن پاک اور دیگر اسلامی قوانین میں کامل یقین رکھتے ہیں۔ ہمارے یا کسی کے ایمان کے بارے میں فیصلہ دینے کے سیاسی لوگ مجاز نہیں ہیں۔ فی زمانہ مذہبی آزادی کا مفہوم یہ ہے کہ ہر فرد کو اپنے لئے فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے کہ وہ مسلمان، عیسائی یا ہندو یا سکھ یا اور مذہب کا متبع ہو۔ کوئی شخص کسی کے عقیدے کی تعیین کرنے کی ٹھیکیداری کیونکر کر سکتا ہے؟"

پاکستانی فیصلہ ــ منیر کمیشن۔

جس نے اس ملک کے ۱۹۵۳ء کے احرار اور احمدیوں کے مابین فسادات کی تحقیقات کی تھی ــ اس کی رپورٹ سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ پاکستان کے اس فیصلہ کی پشت پر سیاست کارفرما ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ "ایک چیز جسے انسانی ضمیر کہتے ہیں ہمارے لئے اس امر کی محرک بنی ہے کہ ہم دریافت کریں کہ ہماری سیاسی نشوونما کی موجودہ حالت میں آیا انتظامیہ امن و امان کے مسئلہ کو الگ کیا جاسکتا ہے، اسے کرکے جمہوریت اور سے۔ جو وزارتی سرکار کے نام سے موسوم ہے اور جسے سنگین کرامات سیاسی ڈراؤنے خواب آتے ہیں۔ لیکن اگر جمہوریت مترادف ہے اس امر کے کہ قانون و احکام کو سیاسی مفاد کے تابع کیا جائے تب واللہ اعلم (ملک کا کیا انجام ہوگا)"

مرزا وسیم احمد صاحب نے اس الزام کی تردید میں کہ احمدی (برطانوی) شہنشاہیت کے ایجنٹ ہیں، اس قرآنی آیت کا ذکر کیا جس میں بتایا گیا ہے کہ:

"اللہ (تعالیٰ)، رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اپنے حکام کی فرمانبرداری کرو۔"

آپ نے وثوق سے کہا کہ اس آیت میں "حکام" سے مراد آئینی سربراہ ہیں۔ خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم، اس لئے بلا امتیاز مذہب ان کی اطاعت کرنا چاہیئے۔

غیر مسلم حکومتوں کے حکمرانوں سے تعاون کرنا کوئی نادرست امر نہیں ہے۔ ہم مذہب کو سیاست سے مخلوط نہیں کرنا چاہتے۔"

آپ نے بتایا کہ احمدیت اپنے معتقدین پر لازم قرار دیتی ہے کہ وہ تمام سیاسی توڑ پھوڑ کرنے والی اور امن شکن کارروائیوں سے مجتنب رہیں۔ حقیقتاً ہمیں احمدیت یہ تعلیم دیتی ہے کہ جس ملک میں ہم رہتے ہوں اس کے قانون کے تابع اور اس کی حکومت کے فرمانبردار رہیں۔

احمدیوں اور دیگر مسلمانوں کے مابین بحث کا مرکز یہ رہا ہے کہ ۱۸۸۹ء میں (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) نے یہ اعلان فرمایا کہ آپ مسیح موعود اور مہدی ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی نجات کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ آپ نے یہ اعلان کیا کہ "اس زمانہ میں میری بعثت صرف مسلمانوں کی اصلاح کی خاطر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ میرے ذریعہ تین بڑی اقوام۔ ہنود، مسلم اور نصاریٰ۔ کی احیاء کرے۔ موخرالذکر دونوں اقوام کے لئے میں مسیح موعود اور اول الذکر قوم کے لئے اوتار کے طور پر بھیجا گیا ہوں۔"

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ:۔

میں دلیل و حجت سے کام لینے والا مہدی ہوں جو کہ اپنے مخالفین کو دلائل سے شکست دے گا نہ کہ جنگ اور خونریزی سے۔ (ترجمہ)

انبیاء کی اقسام

یہ سب کچھ مسلمانوں کے ختم نبوت کے تصور کے خلاف تھا۔ اور ان کے جہاد کے مفہوم کے بھی کہ جس میں کفار کے خلاف متشددانہ کارروائی پہلے ہی فرض متصور ہوتی تھی۔ احمدی اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام انبیاء میں سے صادق ترین اور اکمل ترین نبی ہیں۔ لیکن سلسلۂ وحی و الہام آپ کے ساتھ ختم نہیں ہوگیا۔ احمدیوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے منتخب افراد کے ذریعہ ہمیشہ ہمیش کلام کرتا رہے گا۔

(حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح (رضی اللہ عنہ) کتاب "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "انبیاء دو اقسام کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو نئی شریعت لاتے ہیں جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام۔ اور دوسرے وہ جو پرانی شریعت کو قائم کرتے ہیں بعد اس کے کہ لوگوں کے خیالات کی ملونی سے وہ حقیقت سے دور ہوگئی ہے جیسے ایلیاء۔ یسعیاہ۔ حزقیل۔ دانیال اور مسیح علیہ السلام۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ بھی موخرالذکر قسم کے نبیوں کی طرح کا ایک نبی ہونے کا تھا اور خصوصاً آپ اس امر کے مدعی تھے کہ جس طرح موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ حضرت مسیح ناصری تھے اسی طرح اسلام کے آخری خلیفہ آپ تھے۔ اس وجہ سے احمدیت کو دوسرے مسلمان فرقوں کے مقابلہ پر بالکل اسی مقام پر سمجھنا چاہیئے کہ جس طرح یہودیت کے مقابلہ میں مسیحیت ہے۔" (ص۱۸)

اسی طرح احمدی، دیگر مسلمانوں سے اس امر میں اتفاق نہیں رکھتے کہ قیامت سے قبل مہدی ایک ہاتھ میں تلوار اور ایک ہاتھ میں قرآن مجید لئے ظاہر ہوں گے۔ وہ احمدی اس کی تائید میں قرآن مجید سے (لا اکراہ فی الدین) بتاتے ہیں کہ دین کے بارے میں کوئی جبر نہیں۔

نیا مقام

احمدی اپنے بانی کی پیشگوئیوں میں طبعاً ایمان رکھتے ہیں۔ آپ نے پہلے ہی خبر دی تھی کہ احمدیوں کو ہجرت کرنا پڑے گی۔ لیکن بالآخر قادیان میں واپس آئیں گے۔ اگرچہ اس وقت اس قصبہ میں صرف بارہ سو احمدی ہیں لیکن انجمن اپنی موجودہ ایک صد ایکڑ اراضی میں اضافہ کرنے کا ہمیشہ خیال رکھتی ہے۔ وہ ہندوستان کے دیگر مقامات میں موجود اپنی املاک کو فروخت کرنے اور اس کی وصول شدہ رقم سے قادیان میں اراضی خریدنے میں کوشاں رہتی ہے۔

ہندوستان بھر سے احمدی دسمبر میں قادیان میں منعقد ہونے والے سالانہ جلسہ میں جمع ہوتے ہیں۔ تقسیم ملک سے پہلے ایسے اجتماعات میں ایک لاکھ سے زائد افراد کو کھینچ کر لاتے تھے۔ بہت سے افراد دیگر ممالک سے آتے تھے۔ اب ان کا عالمگیر اجتماع ربوہ میں منعقد ہوتا ہے۔ جو اس جماعت کے اعلیٰ روحانی سربراہ کی نئی قیامگاہ ہے۔ ربوہ (جس کے معنی بلند مقام کے ہیں) پنجاب کے ضلع جھنگ میں دریائے چناب کے کنارے پر واقع ہے۔ تقسیم ملک سے پہلے یہ ایک بنجر پتھریلی زمین تھی۔ اور جماعت احمدیہ کے خلیفہ ثانی (رضی اللہ عنہ) کی طرف سے پاکستان سرکار سے خرید کیا گیا تھا۔ اب اس کی آبادی بیس ہزار افراد پر مشتمل ہے اور ریل اور سڑک کے ذریعہ پاکستان کے اہم شہروں سے اس کا رابطہ قائم ہے۔

اسی طرح قادیان احمدیوں کے پیغمبر کی جائے ولادت ہونے کی وجہ سے ان کے نزدیک ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اسی مقام پر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوئے۔ احمدی اب بھی یہاں زیارت کے لئے آتے ہیں۔ حال ہی میں جب میں وہاں تھا تو نائیجیریا سے آمدہ ایک احمدی جوڑے سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ وہ قادیان آئے تھے تاکہ ماہ رمضان یہاں گذاریں جس میں روزے رکھیں اور پنج وقتہ نمازیں ادا کریں۔ انجمن کے زیر انتظام قادیان میں دو قبرستان ہیں۔ ایک کا نام بہشتی مقبرہ ہے۔ جس میں حضرت بانی جماعت (علیہ السلام) اور آپ کے قریبی رفقاء کے علاوہ آپ کے خاندان کے دیگر وفات یافتہ افراد یہاں مدفون ہیں۔ جماعت احمدیہ کے افراد دنیا میں جہاں بھی ہوں اپنی دنیوی مملوکات کے دسویں سے ایک تہائی حصہ تک انجمن کے لئے وصیت کرکے بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جانے کا حق حاصل کر سکتے ہیں۔ دوسرا قبرستان غیر اہم افراد کے لئے ہے۔

انجمن کا طریق کار

(حضرت) مرزا غلام احمد صاحبؑ کی پہلی شادی سولہ سال کی عمر میں آپؑ کے ماموں کی بیٹی حرمت بی بی صاحبہ سے ہوئی۔ جن کے بطن سے دو بیٹے ہوئے جو بچپن میں وفات پاگئے۔ دوسری شادی آپؑ نے دہلی کے (حضرت خواجہ میر) دردؒ کے مشہور خاندان میں کی۔ جس سے آپ کے پانچ فرزند اور تین دختران پیدا ہوئیں تمام بیٹے تو وفات پا چکے ہیں البتہ ابھی دو بیٹیاں پاکستان میں بقید حیات ہیں۔ آپؑ کے فرزندوں میں سے (حضرت) مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ کو ۱۹۱۴ء میں خلیفہ اول (حضرت) حکیم نورالدین صاحبؓ کی وفات پر جماعت احمدیہ کا خلیفہ دوم منتخب کیا گیا تھا۔ موجودہ خلیفہ (حضرت) مرزا ناصر احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ) (جماعت احمدیہ کے) پیغمبر (حضرت مرزا صاحبؑ) کے پوتے ہیں۔ آپ اقتصادیات میں آکسفورڈ کے ایم۔ اے ہیں۔

(حضرت) مرزا غلام احمد صاحبؑ ملک عرب کو فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے تشریف نہیں لے گئے۔ کیونکہ متعصب مسلمانوں کا رویّہ آپ کے متعلق معاندانہ تھا۔ مگر بعد ازاں احمدیوں کو مکہ (مکرمہ) اور مدینہ (منورہ) کی زیارت کی اجازت مل گئی تھی۔ لیکن اسلام آباد میں منعقد ہونے والی اسلامی عالمی کانفرنس کے حالیہ فیصلہ کے نتیجہ میں احمدیوں پر حج دوبارہ بند کر دیا گیا ہے۔ (حضرت) مولوی عبدالرحمٰن صاحب اور (محترم) مرزا وسیم احمد صاحب دونوں ہی ہندوستان کی حج کمیٹی کے ارکان ہیں۔

(حضرت) خلیفہ صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ) کی طرف سے انجمن کا بورڈ آف ڈائرکٹرز مقرر شدہ ہے۔ انجمن کے متعدد محکمے ہیں جن کے سربراہ سکریٹری ہیں، جو ان کی مختلف کارروائیوں کے نگران ہیں۔ سکریٹری صاحبان تین سال کے لئے (حضرت) خلیفہ صاحب کی طرف سے منتخب ہوتے ہیں۔ لیکن خلیفۂ جماعت کا انتخاب دنیا بھر کی احمدیہ جماعتوں کے نمائندگان کے انتخابی اجتماع کے ذریعہ عمل میں آتا ہے۔ ان کے تمام باہمی تنازعات جماعت کے مقامی صدر کے ذریعہ طے ہوتے ہیں۔ شاذ ہی کوئی احمدی دوسرے احمدی کے خلاف عدالت کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اکثر احمدی ایک خاص انگوٹھی پہنتے ہیں جس سے یہ شناخت ہوتی ہے کہ وہ اسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

پاکستان سے آنے والے زائرین

انجمن کے لئے روپیہ کی فراہمی کے لئے متعدد چندے مقرر ہیں۔ آمد کے دسویں حصہ کے چندہ کی ادائیگی کے فرض کے علاوہ ہر احمدی خاندان سے توقع ہوتی ہے کہ وہ کم از کم دس روپے سالانہ انجمن کے پرچار (تبلیغ) کے کام کے لئے ادا کرے۔ جلسہ سالانہ جیسے مخصوص اغراض و مقاصد کے لئے الگ الگ چندے دیئے جاتے ہیں۔ گذشتہ سال (سربراہ جماعت) حضرت خلیفہ صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ) نے ۱۹۸۹ء میں (حضرت) مرزا غلام احمد صاحبؑ کے اعلان نبوت کی صد سالہ یادگار منانے کے لئے اڑھائی کروڑ روپیہ کی فراہمی کی اپیل کی تھی۔ تاحال دعووں اور وعدوں کی تعداد گیارہ کروڑ سے متجاوز ہو چکی ہے۔

قادیان کے جماعت احمدیہ کے اکثر ممبر انجمن کے ملازم ہیں۔ جن کے ذمہ افراد خاندان کی پرورش ہے وہ ضرورت کی بنیاد پر مشاہرہ پاتے ہیں۔ دیگر افراد جماعت کے لنگر میں مفت کھانا کھاتے ہیں۔ بعض افراد انجمن کے فارم ٹھیکہ پر لے کر وہاں کام کرتے ہیں۔ صرف نصف درجن افراد اپنی ملکیتی اراضی رکھتے ہیں۔

ہندو پاکستان کے مابین آمد و رفت کی سہولتوں کی بحالی کے بارے میں جو سمجھوتہ ہوا ہے، قادیان کے احمدیوں نے اسے بہت پسند کیا ہے۔ ان کو توقع ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان تعلقات کے معمول پر آنے پر جماعت کے زیادہ سے زیادہ افراد قادیان کی زیارت کے لئے آیا کریں گے۔ شاید اسی مقصد کے پیش نظر انجمن نے اس قصبہ اور اس کے ماحول میں مزید اراضی کے حصول کے لئے اپنی مساعی تیز تر کر دی ہیں۔ اگرچہ اس کے ترجمان ایسا نہیں کہتے لیکن وہ آس لگائے بیٹھے ہیں کہ قادیان جیسے تقسیم ملک سے پہلے بین الاقوامی زیارت گاہ تھا ویسے ہی ایک بار پھر بن جائے گا۔

گذشتہ جنوری میں اس قصبہ کی زیارت کرنے والی ایک اہم شخصیت سر محمد ظفر اللہ خان صاحب تھے۔ آپ کا قیام تین دن تک رہا۔ آپ کی

سابقہ قیامگاہ میں پنجاب بجلی بورڈ کے دفاتر ہیں۔ احمدیوں کو اس بات کی تکلیف ہے کہ جناب چوہدری صاحب کی آمد کو اخبارات میں "پوشیدہ" قرار دیا گیا۔ وہ بتاتے ہیں کہ پنجاب سرکار کی طرف سے آپ سے سرکاری مہمان کا سا سلوک ہوا اور آپ نے متعدد تقریبات کو پورا کیا۔

(حضرت) سر ظفر اللہ خان صاحب کی والدہ ماجدہ (حضرت) مرزا صاحبؑ کی بیعت کرنے والوں میں (اپنے خاوند) سے سبقت لے جانے والوں میں سے تھیں۔ آپ کے والد ماجد (حضرت) چوہدری نصر اللہ خان صاحبؓ نے جو سیالکوٹ کے ایک ایڈووکیٹ تھے، ان کی پیروی کی پھر اس خاندان نے قادیان میں اقامت اختیار کر لی۔ دونوں کی قبریں بہشتی مقبرہ میں ہیں۔

تبلیغی کام

قادیان کی موجودہ آبادی پندرہ ہزار ہے۔ وہاں احمدیوں کے تعلقات غیر مسلموں سے نہایت خوشگوار ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی سوشل تقریبات میں شامل ہوتے ہیں۔ تمام اپنی مادری زبان پنجابی بولتے ہیں۔ انجمن کے مدارس میں ہندو اور سکھ بچوں کی تعداد احمدی بچوں سے زیادہ ہے انجمن کے شفاخانہ سے تمام اہالیان قصبہ استفادہ کرتے ہیں۔

انجمن کے لیڈر تمام ہی ہند سرکار کی سیکولر پالیسیوں کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر حکومت کا طور و طریق مدد والا نہ ہوتا تو تقسیم ملک کے وقت قتل عام سے اس ملک میں بچ نکلنا جماعت کے لئے مشکل ہوتا۔ اس وقت ہندوستان میں احمدیوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ انہیں اپنے مذہب پر عمل کرنے اور اسکی تبلیغ کرنے کی آزادی حاصل ہے۔ کسی اور شہری کی طرح کسی احمدی کو بھی ہندوستان کا صدر یا وزیر اعظم منتخب ہونے کا استحقاق ہے۔

جماعت احمدیہ کے پروگرام کا جزو اعظم تبلیغ اسلام ہے۔ لیکن جیسا کہ ان کے پیغمبر (حضرت مرزا صاحبؑ) کی طرف سے لازم قرار دیا گیا ہے۔ دلیل، نمونہ اور چال چلن کی قوت کے ذریعہ مذہبی تبدیلی عمل میں لائی جانی چاہیے۔ ایشیاء، یورپ، افریقہ اور امریکہ میں جماعت نے تبلیغ کا وسیع جال پھیلا رکھا ہے۔ برّ صغیر ہند کے باہر احمدیوں کے ایک سو چھتیس مشن، چار صد مساجد، اسّی مدارس اور کالج اور اکیس شفاخانے ہیں۔ چودہ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم ہو چکے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کے مختلف مراکز سے قریباً پچاس اخبار اور میگزین شائع ہوتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ دنیا بھر میں احمدیوں کی تعداد ایک کروڑ سے بڑھ چکی ہے۔ صرف پاکستان ہی میں چالیس لاکھ سے زائد ہے۔

احمدی اپنے لئے ایک عظیم مستقبل کے چشم براہ ہیں۔ (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) کی پیشگوئی ہے کہ مناسب وقت میں تمام دنیا احمدیت قبول کرے گی۔ آپ نے فرمایا:—

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے۔ مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا۔ اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا"

(تذکرہ صفحہ ۵۹۶)

قریب میں (حضرت) مرزا ناصر احمد صاحب جماعت احمدیہ کے خلیفہ ثالث (ایدہ اللہ تعالیٰ) نے اعلان کیا تھا کہ آئندہ پچیس ۲۵ سال جماعت کے لئے بے حد نازک ہوں گے جب کہ قومیں احمدیت قبول کریں گی اور احمدی ان کی حکومتیں چلانے والے ہوں گے۔ اس یقین کی بازگشت میں نے اس خادم سے سنی جو قادیان میں میری خدمت کرتا تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ جو لوگ پاکستان میں احمدیوں کو ستا رہے ہیں وہ خود بھی بہت جلد جماعت احمدیہ میں شامل ہو جائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

درخواست دُعا

خاکسار کی نواسی بعمر ایک ماہ جو عزیزم منصور احمد کی بیٹی ہے کے پیٹ کا آپریشن ہوا ہے۔ تین ماہ تک پاخانہ پیشاب ٹیوب سے نکالا جائے گا۔ احباب کرام دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

اعانت "بدر" کے لئے خاکسار دس روپے اور مکرم عبد الرزاق صاحب مینگوری جو اس بیمار بچی کے دادا ہیں، درویش فنڈ میں پچاس روپے پیش کر رہے ہیں۔ احباب کرام درد دل سے اس بچی کی شفایابی کیلئے دُعا فرمائیں نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کاروبار میں برکت عطا فرمائے۔

طالب دُعا۔ سی مبارک احمد سکریٹری امور عامہ کرولائی۔ کیرالہ

مُلّا پاکستان کے حکمران

ترجمہ از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے

انگریزی اخبار کاروان کانپور کی یکم اکتوبر کی اشاعت میں ذیل کا اداریہ شائع ہوا ہے۔

بالآخر پاکستان نے احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے ہی دیا۔ اس بارے میں آئینی ترمیم کا بل پاکستان قومی اسمبلی اور سینیٹ دونوں ایوانوں میں منظور کر لیا گیا اس موقعہ پر اپنی تقریر میں وزیر اعظم بھٹو نے مگرمچھ کے سے آنسو بہاتے ہوئے کہا کہ بعض لوگ اس فیصلہ پر ناخوش ہوں گے لیکن یہ امر واضح ہے کہ اس معاملہ میں بھٹو کا کوئی عمل دخل نہ تھا۔ کیونکہ تمام آزادانہ خیالات، مُلّاؤں اور سخت فرقہ پرستوں کی غالب طاقتوں کے سامنے دَب گئے تھے مسٹر بھٹو نے کہا کہ یہ مسئلہ نوّے سال کا پرانا تھا لیکن تقسیم ملک سے پہلے کے ایام میں مسلم لیگ کی (قیام) پاکستان کی تحریک کے دوران اس مسئلہ کا کبھی ذکر نہیں آیا۔ کیونکہ اس وقت مسٹر جناح جانتے تھے کہ ان کی فرقہ وارانہ مملکت میں جتنے بھی زیادہ لوگ مل سکیں پھانس لئے جائیں۔ نیز یہ جماعت متموّل اور دماغی طور پر ترقی یافتہ ہونے کے سبب باعث مسلم لیگیوں نے یہ دیکھ پایا کہ ان کے خود غرضانہ مقاصد کے بڑھاوے کے لئے اس فرقہ کا روپیہ اور ان کی دماغی قابلیت سہل الحصول ہے۔

مسٹر جناح کی زندگی میں اس مسئلہ کو اُٹھانے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ کیونکہ مُلّاؤں اور مذہبی جنون رکھنے والوں کو معلوم تھا کہ قائد اعظم میں مذہبیت کم سے کم ہے وہ اتنے مضبوط ہیں کہ ان سے اپنے مطالبات منوانے کے لئے انہیں مجبور نہیں کیا جا سکتا اگرچہ مسٹر جناح نے پاکستان کو تراش کر نکال لینے کے لئے ہوشیاری سے مسلم آبادی کے ایک حصہ کے فرقہ وارانہ جذبات کو استعمال کیا تھا۔ لیکن مذہب کا ان کو زیادہ خیال نہ تھا۔ ان کے عہد میں احمدیوں نے ترقی پائی اور سر ظفر اللہ خان جیسے قابل افراد حکومت کی سیڑھی کے چوٹی کے حصہ پر پہنچ گئے تھے۔

یہ امر قابل توجہ ہے کہ اگرچہ اس وقت پاکستان میں جمہوری حکومت ہے لیکن درحقیقت عملاً مُلّاؤں اور فوجیوں کے ہاتھوں میں ہے۔ اس طاقت کی کسی بھی مخالفت کو نہایت آمرانہ طرز پر کچل کر رکھ دیا جاتا ہے جو ممکن ہے احمدیوں کے خلاف خلاف قانون، قانون کے ذریعہ سے ہو۔ یا بلوچیوں اور پٹھانوں کے خلاف بموں کے ذریعہ سے ہو۔

افسوسناک

ترجمہ از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے قادیان

کوچین (کیرالہ) سے شائع ہونے والے انگریزی اخبار انڈین ایکسپریس بابت ۱۷ ستمبر میں ڈاکٹر پی محمد علی صاحب کا کوچین سے بعنوان بالا ایک مراسلہ شائع ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ ذیل میں پیش ہے:—

یہ امر افسوسناک ہے کہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے اپنے ملک کے چالیس لاکھ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیدیا ہے۔ میں نہ تو احمدی ہوں نہ ہی ان کے حق میں وکالت کرتا ہوں۔ لیکن میرا احساس ہے کہ ایک ایسے ملک کی طرف سے اس قسم کی کارروائی، جو اپنے تئیں اسلامی ملک ہونے کی نمائش کرتا ہے، اسلام کو ایسا نقصان پہنچانے کے مترادف ہے جو خلیفہ (بادشاہ) متوکل کے جور و ستم کے جو اس نے ۸۵۰ء میں معتزلیوں پر روا رکھا تھا۔ نیز ۱۲۵۹ء میں بغداد کی لوٹ کھسوٹ ہی کے ہم پلہ ہے۔

پاکستان کے جسٹس منیر نے ۱۹۵۵ء میں احمدیوں کے خلاف رونما ہونے والے ہنگامہ کے بواعث کے بارے میں تحقیقات کی تھی۔ انہوں نے طنزاً یہ کہا تھا کہ اس ملک کے علماء باہم مسلم کی تعریف پر متفق نہیں ہو سکے حقیقت یہ ہے کہ جسٹس محمود نے بہت عرصہ قبل غیر منقسم ہندوستان میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے مسلمان متصوّر ہوگا۔ یہی اسلام کی حقیقی روح ہے۔ سو تاخیر سے کئے گئے اس (پاکستانی) اعلان کی محرک اغلباً خارجی وجوہات ہیں۔

مذہبی مجنونوں کے سامنے دَب کر پاکستان نے دنیا کے سامنے اپنے تئیں ہنسی کا موضوع بنا لیا ہے اس سے مذہبی لوگوں کی حکومت کی کمزوری ظاہر ہوئی ہے۔ ایسی حکومت پر مُلّاؤں کا تغلب ہوتا ہے۔ یہ خوش قسمتی کے لئے ہندوستانی مسلمان ممنون ہیں کہ وہ کبھی بھی ایسی مضحکہ خیز حماقت کے تابع نہیں لئے جا سکتے۔

احمدیوں کے گناہ

ترجمہ از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے قادیان

کانپور سے شائع ہونے والے انگریزی روزنامہ "ایکسس" میں ۲۲ ستمبر کی اشاعت میں ظہور بخش صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا ترجمہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے :۔

مسلمانوں میں سے احمدیوں کو خارج قرار دے کر بالآخر پاکستان نے اس قسم کا قدم اٹھا ہی لیا جس کے بارے میں غیر منقسم ہند کے بہت سے لوگ کہتے تھے کہ نئی مذہبی مسلم مملکت کو ناقابلِ عمل بنا ڈالے گا۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد نے اپنی تصنیف "INDIA DIVIDED" میں نہ صرف یہی اظہار کیا ہے کہ ہندوستانی مسلمان ایک قوم نہیں ہیں اور یہ کہ ہندوستان میں سے تراش کر بنائی گئی ایک مسلم قوم اقتصادی طور پر زندہ رہنے کے قابل نہ ہوگی بلکہ اس پر بھی زور دیا ہے کہ پاکستان (کے تخیل) کی پشت پر فلسفہ ایسا مُزدر ہے کہ نئی مملکت کا رجحان اس کے ٹوٹ جانے کی طرف ہوگا متنوع وجوہات کو احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی خاطر تیزی سے آگے لایا گیا ہے۔ احمدی اور کافر ہیں اس لئے کہ وہ اس امر پر متفق نہیں کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آخری نبی تھے (ان معنوں میں جو دیگر مسلمان سمجھتے ہیں۔ مترجم) ان کے (فرقہ کے) بانی (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ قادیان ضلع گورداسپور میں بود و باش رکھتے تھے۔ اور آپ نے قرآن مجید کی اپنی تعبیر و تشریح کی تشہیر کے لئے اسّی سے زائد کتب تصنیف کی تھیں۔ احمدیوں کا اعتقاد ہے کہ آپ خود نبی تھے۔ بظاہر احمدیوں کے یہ دو بڑے گناہ ہیں۔ لیکن ان کے مخفی گناہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں جو اور بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ ذٰلِکَ یہ کہ (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات نے جو روایتی امور میں صرف ماتحتی (فرقہ کی) حالوں میں مختلف ہیں، مسلمانوں میں سے صرف درمیانی اور اعلیٰ طبقہ کو اور عیسائیوں کے اعلیٰ طبقہ میں سے بعض کو اپنے اندر [illegible] کیا ہے۔ اس کے نتیجہ میں احمدی جو کہ پاکستان میں [illegible] لاکھ اور دنیا بھر میں ایک کروڑ سے زیادہ کی تعداد میں ہیں، اپنی تعداد [illegible] سے جس قدر مستحق ہیں اس سے کہیں بڑھ کر خوشحال ہیں۔ وہ فوجی اور جنگجو بھی ہیں [illegible] لئے پاکستان پر الزام [illegible] اس نے پاکستانی فضائیہ کی چوٹی [illegible] کو احمدی افسران سے پُر کرنے کی کوشش کی تھی۔

اس پر مزید اضافہ یہ ہوا کہ احمدی اپنے [illegible] جو مسلمان سمجھنے لگے اور اس میں

وہ شاید حق بجانب تھے اگرچہ (حضرت) مرزا صاحب (علیہ السلام) نے اس فرقہ کی بنیاد ۱۸۸۹ء میں رکھی تھی۔ تاہم احمدیہ جماعت ۱۹۰۱ء میں بنی تھی جس کا صدر مقام قادیان تھا۔ جو تقسیم ملک کے وقت مغربی پاکستان میں بمقام ربوہ منتقل ہو گیا تھا۔ جماعت احمدیہ کی بنیاد کے وقت سے ہی سرگرم احمدیوں نے غیر احمدیوں کو احمدی مذہب میں داخل کرنے کے لئے بھرپور کوشش کی۔ انہوں نے ہندوستانی مسلمانوں، عیسائیوں اور دیگر لوگوں کو احمدیت میں شامل کیا۔ تا حال بھی بیرونی ممالک میں مسلمانوں کے تبلیغی مشنوں کی سب سے بڑی تعداد جماعت احمدیہ کی ہی ہے۔ اور کم و بیش گزشتہ ستّر سالوں میں اسلام کو قبول کرنے والے غیر ملکی افراد کی اکثریت احمدی ہے۔ گویا یہ امر بھی تنگیوں کے لئے ناقابلِ برداشت اور ان کے دلوں کی جلن کا باعث ہے۔

لیکن پاکستان میں احمدیوں کی پکڑ دھکڑ کا سب سے بڑا باعث نفسیاتی امر ہے۔ پاکستان جو ہندوازم کی عداوت کی پیداوار ہونے کی وجہ سے کسی کی دشمنی رکھے بغیر قائم نہیں رہ سکتا کیونکہ اس کا مقصدِ حیات فوت ہو چکا ہوگا۔ اس کی بد قسمتی سمجھئے کہ مغربی پاکستان کے تمام ہندو مار ڈالے گئے (ملک سے) نکال دیئے گئے یا پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے ایک دو سال کے اندر اپنے مذہب میں شامل کر لئے گئے۔ جو ہندو "مشرقی پاکستان" میں سردار پٹیل کے شدید ردِّ عمل اور نہرو لیاقت معاہدہ کے باعث بچ رہے تھے ان کے خلاف ۱۹۵۰ء میں ایک مذہبی جہاد کا آغاز کر دیا گیا تھا۔ لیکن عدمِ تحمل کی عادت اور مذہبی جہاد کا جوش ابھی موجود تھا۔ سو مشرقی پاکستان کے بنگالی، خواہ وہ مسلم تھے یا ہندو، دوسرا نشانہ بنے۔ بنگالیوں کے بعد لسانی اقلیتوں کی باری آئی۔ یعنی بلوچیوں، پٹھانوں اور اردو بولنے والوں کی جو عام طور پر "بہاریوں" کے نام سے معروف ہیں۔ اور اب احمدیوں کی نوبت آئی۔ پاکستان کے بارے میں یہ تصوّر تھا کہ وہ سرزمینِ مجاہدین ہے۔ اس لئے ہر پاکستانی اپنے آپ کو ایک مجاہد سمجھتا ہے۔ سو ہمیشہ ایک مقدس جنگ لڑنے کے لئے ہونی چاہیئے۔

مجاہدانہ جوش کو نکالنے کے لئے احمدیوں کو نشانہ بنانے کا موجودہ قدم بد قسمتی سے عدمِ تحمل کی عادت میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ ایک جنبشِ قلم سے احمدیوں کو درجہ دوم کے شہری بنا ڈالا گیا ہے۔ جس کے بعد کوئی احمدی بھی پاکستان کا وزیر اعظم یا صدر نہیں بن سکتا نہ ہی کسی احمدی کے سپرد کوئی ایسا کلیدی کام ہو سکتا ہے جس کا تعلق اس [illegible] تحفظ اور اقتصادی فلاح سے ہو۔ نتیجۃً حکومت، تجارت، صنعت، سیاست یا قومی زندگی کے ہر دائرہ کی با اثر پوزیشن سے احمدیوں کو مکمل طور پر کھلے طور پر نکال ڈالا گیا ہے۔

مسلم پریس اور سیاست

عنوان بالا کے تحت مختلف موضوعات کے ضمن میں انگریزی ہفت روزہ "آرگنائزر" دہلی نے ۱۹ اکتوبر کی اشاعت میں رقم کرتا ہے کہ :۔

(روزنامہ) "دعوت" (ترجمان جماعت اسلامی) نے پاکستانی قادیانیوں سے اظہار ہمدردی کرنے پر پریس کو مطعون کیا ہے۔ پاکستانی اسمبلی کے فیصلہ کو ہندوستانی اخبارات کی نکتہ چینی میں تعصّب کی مثال قرار دیا جانا اس اخبار کے نزدیک بے جا امر ہے۔ کیونکہ "احمدیوں کے اعمال و عقائد خلافِ اسلام ہیں"۔

"ہندوستان ٹائمز" کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ دہلی کے کچھ ہوشمند مسلمانوں نے دائرہ اسلام سے احمدیوں کے اخراج والے پاکستانی فیصلہ کے خلاف اظہارِ خیال کیا ہے "دعوت" نے بالخصوص اس رپورٹ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "ہندوستان ٹائمز" میں ان مسلمانوں میں سے کسی کا بھی نام نہیں دیا گیا جس سے ظاہر ہے کہ یہ رپورٹ اس اخبار کے دفتر میں گھڑی گئی ہے۔ "کوئی بھی مسلمان احمدیہ معتقد کی حمایت کر کے مسلم سماج میں اپنا سر بلند نہیں رکھ سکتا"

ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم کے داماد مسٹر خورشید عالم خاں ایم۔پی نے جو مقامی اندرا نواز کانگریسی ہیں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ پاکستانی اسمبلی کو چاہیئے تھا کہ مسئلہ احمدیہ کو اپنے ہاتھ میں لینے کی بجائے اسے علماء پر چھوڑ دیتے۔ "دعوت" نے اس پر نکتہ چینی کرتے ہوئے بتایا ہے کہ علماء پاکستان تو اس سے بیشتر ہی احمدیوں کے خلاف فتویٰ صادر کر چکے ہیں۔

"دعوت" جس بات کو "مسلمانوں کے معاملات میں بے جا مداخلت" سے موسوم کرتا ہے اس بارے میں قومی پریس پر نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "جب سے پاکستان میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے اس وبا نے بالخصوص بدترین صورت اختیار کر لی ہے"

یہ اخبار شاکی ہے کہ کانگریسی، کمیونسٹ، جن سنگھی اور آزاد۔ غرضیکہ تمام خیالات کے اخبار نویس، قادیانیوں کی تائید و حمایت میں نغمہ سرائی میں شریک ہو گئے ہیں اور پاکستانی قومی اسمبلی کے فیصلہ کو اسلام کے "تعصّب" کی مثال بتا رہے ہیں۔

مقامی ماسکو نواز روزنامہ "پیٹریاٹ" پر "دعوت" خاص طور پر برسا ہے۔ جس نے ایک اداریہ میں بھٹو کو ایک نئی "ڈیڑھ قومی تھیوری" ایجاد کرنے پر آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ "دعوت" ایسی تحریرات کو "غیر مہذبانہ" اخبار نویسی کی ایک مثال قرار دیتا ہے۔

قادیانی بوقتِ تقسیمِ ملک غیر مسلموں کے طور پر ہندوستان میں ٹھہر جانا چاہتے تھے۔ ایسے لوگوں کی ہمدردی کرنے کے باعث قومی پریس پر (روزنامہ) "الجمعیۃ" (دہلی) نے مذہبی امور میں "مداخلت" کرنے کے باعث نکتہ چینی کی ہے۔

صاف گوئی

ڈھاکہ (بنگلہ دیش) "حنفی العقیدہ" کے انگریزی روزنامہ "مارننگ نیوز" [illegible] ستمبر کو شمس المہدی صاحب کی طرف سے بین الاقوامی اور قومی مسائل کے بارہ میں "صاف گوئی" کے عنوان کے تحت "احمدی عقیدہ کے پیچیدہ مسئلہ" کے بارے میں ذیل کا تبصرہ درج ہوا ہے :۔

"تاریخِ اسلام میں پاکستانی قومی اسمبلی کا یکسر [illegible] فیصلہ ہے ان کو طور پر الو کہا ہے۔ احمدی دنیا بھر میں موجود ہیں۔ گو پاکستانی پارلیمان کا فیصلہ [illegible] نافذ العمل نہ ہوگا .... اگر وہ کہیں کہ وہ مسلمان ہیں تو اسلام کی برادری میں اچھے مسلمان [illegible] ان کو گلے سے لگایا جاتا ہے۔ اگر پاکستانیوں کو یہ احساس ہے کہ قادیانیوں [illegible] ہے تو ان [illegible] اسلام کا فرض تھا کہ وہ قادیانیوں کی رہنمائی صراط مستقیم کی طرف کریں .... مذہب پر پارلیمان کو کوئی خصوصی اختیار [illegible] نہیں ہے۔"

۱۵ر دسمبر جلسہ سالانہ کی دُعائیہ فہرست میں

احباب اپنا نام لکھوائیں

امراء وصدر صاحبان، سیکرٹریانِ مال وقفِ جدید وخصوصی معاونین حضرات اپنے چندہ وقفِ جدید کی رقوم سو فیصدی ۱۵ر دسمبر جلسہ سالانہ تک ادا فرما کر اپنا نام جلسہ سالانہ کی دُعائیہ فہرست میں لکھوائیں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں دعا کی درخواست کے ساتھ پیش کی جائے گی۔

لہٰذا احباب مومنانہ روحِ مسابقت کے ساتھ اپنے خصوصی عطایا سے وقفِ جدید کی مالی اعانت فرماویں۔ جس کی موجودہ صورتِ حالات میں وقفِ جدید کو سخت ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ان قربانیوں کو شرفِ قبولیت بخش کر اپنے دینی و دنیوی فضلوں سے نوازے آمین۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ میں اب قریباً ایک ماہ باقی رہ گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانۂ مبارک سے یہ چندہ بھی چندہ عام اور حصہ آمد کی طرح لازمی چندہ ہے۔ اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں $\frac{1}{10}$ یا سالانہ آمد کا $\frac{1}{120}$ حصہ مقرر ہے۔ اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی ضروری ہے۔ تاکہ جلسہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت ہو سکے۔

لہٰذا جن احباب اور جماعتوں نے تاحال اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی نہ کی ہو اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اس طرف جلد توجہ کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ اور فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

صدقات کے متعلق

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ پر توکل سب سے اہم چیز ہے۔ جو کچھ خدا کر سکتا ہے، بندہ نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہو کہ وہ ایسا راستہ کھول دے جس سے آپ کی اور جماعت کی تکلیفیں دُور ہوں۔ اس میں سب طاقتیں ہیں۔ جہاں بندے کی عقل نہیں پہنچتی وہاں اس کا علم پہنچتا ہے۔ خواہ ایک ٹکڑا ہو صدقہ بہت دیا کرو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جہاں دعائیں نہیں پہنچتیں وہاں صدقہ بلاؤں کو رد کر دیتا ہے"

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مندرجہ بالا ارشاد ہماری جماعت کی موجودہ مشکلات اور ترقی کی راہ میں رکاوٹوں کے پیشِ نظر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اور جماعت کے ہر مخلص دوست کا فرض ہے کہ وہ حضور اقدسؓ کے ارشاد کی اہمیت کا پوری طرح احساس کرتے ہوئے کثرت سے صدقات دینا شروع کر دے۔ اور ساتھ جماعت کی مشکلات کے ازالہ کے لئے دعائیں بھی کرتا رہے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

درخواستِ دعا: (۱) میری بچی ایک سال سے مرگی کے عارضہ میں مبتلا ہے علاج کرانے کے باوجود بھی افاقہ نہ ہوا۔ تمام احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست ہے کہ بچی کی کامل صحت کے لئے دعا فرماویں ——— (۲)۔ مکرم غلام نبی الدین صاحب کئی برسوں سے ریح کی بیماری میں مبتلا ہیں ان کی کامل صحت کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔

(۳)۔ مکرم شریف الدین صاحب نرینہ اولاد کے لئے تمام احبابِ جماعت سے درخواستِ دُعا کرتے ہیں۔ خاکسار غلام محمد ولد عبدالعزیز صاحب ترکی یورہ کشمیر

امام مہدی کا ظہور　بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر خدا تعالیٰ کی طرف بیٹے کی نسبت دیئے جانے کی شدت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ (مریم آیت ۹۱ و ۹۲)

(ترجمہ) قریب ہے کہ آسمان پھٹ کر گر جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر جا پڑیں اس وجہ سے کہ ان لوگوں نے خدائے رحمان کا بیٹا قرار دیا ہے۔

اب ان دونوں آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں آپ عقائد و نظریات مستحضر کیجئے۔ تثلیث کا مسئلہ ہو یا الوہیت و ابنیتِ مسیح اور کفارہ کا مسئلہ۔ یہ سب مسیحیت کے بنیادی عقائد ہیں۔ اب کون عالمِ دین ہے جو اس بات سے انکار کر سکے کہ بگڑی ہوئی مسیحیت اپنے عقائد و نظریات کے اعتبار سے مشرکانہ خیالات سے پاک ہے۔ یہ مسیحی لوگ ہی ہیں جنہوں نے مریمؑ کے بیٹے عیسیٰ مسیحؑ کو خدا کا بیٹا قرار دیا۔ اور اُسے الوہیت کے مقام پر بٹھایا۔ اب بتائیے کہ کیا ان خیالات کی مسلمانوں میں بالخصوص تبلیغ کر کے فرزندانِ توحید کو اپنا شکار بنا لینا ظلم نہیں تو کیا ہے؟ بالخصوص جبکہ "شرک" کو خدا تعالیٰ کا کلام صاف لفظوں میں ظلمِ عظیم قرار دیتا ہے۔ تو جو لوگ اس کی عرضِ دعوت دیتے اور اس کا پرچار کرتے ہیں فرمائیے! وہ انصاف کی باتیں کرتے ہیں یا ظلم و جبر اور بے انصافی کی؟ خدا تو فرماتے کہ خدا کا بیٹا قرار دینے کی شدت اس قدر ہے کہ اس سے آسمان و زمین پھٹ سکتے ہیں اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو سکتے ہیں۔ مگر اسی خدا اور اس کے کلام مجید پر ایمان رکھنے والے علماء حضرات کہیں، کہ نہیں صاحب! مرزا صاحبؑ کے دعوےٰ مہدویت سے قبل دنیا میں نہ تو ظلم و جبر کا دور دورہ تھا اور نہ کہیں بے انصافی کی باتیں ہوتی رہی تھیں ——— در آنحالیکہ اُسی زمانہ میں مسیحی پادریوں کا طوطی دُنیا کے بیشتر ممالک میں بولتا اور گھر گھر میں الوہیتِ مسیح اور ابنیتِ مسیح کے پرچار ہوتے۔ اور مسلمانوں تک کو بپتسمہ دے کر دینِ مسیح کے ماننے والوں کی تعداد میں زبردست اضافہ ہو رہا تھا ——— !!

پس سیاسی استحصال کے ساتھ مذہبی عقائد و نظریات کی تبلیغ کے سلسلہ میں بھی سچے امام مہدی کے ظہور کے وقت فی الواقع دُنیا میں ظلم و جبر اور بے انصافی کا ایسا دور چل رہا تھا جس کی نظیر کسی پچھلے زمانہ میں ہرگز دیکھی نہیں گئی۔ اور شاید آئندہ بھی دیکھی نہ جائے۔ اس لئے شیعہ عالم کی یہ وسوسہ اندازی ایسے ثابت شدہ حقائق کے صریح خلاف ہے جن کے متعلق تاریخ کا ایک ادنےٰ طالبِ علم بھی بخوبی واقف و آگاہ ہے۔

جہاں تک مضمون کے دُوسرے حصّے کا تعلق ہے یعنی امام مہدی علیہ السلام کے آنے کے ساتھ دُنیا میں پھیل چکے اس ظلم و جبر اور بے انصافی کو دُور کر کے دُنیا کو اس سے پاک کرنے کی بات، تو اِس بارہ میں ہم آئندہ اشاعت میں گفتگو کریں گے۔

انشاء اللہ العزیز و باللہ التوفیق۔

درخواستِ دُعا خاکسار کے برادر سید تقی الدین صاحب ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہیں جس کی وجہ سے اہلِ خاندان بہت پریشان ہیں۔ ان کی کامل شفایابی کے لئے ——— اسی طرح سید رفیع احمد صاحب B.Sc. کا فائنل امتحان دے رہے ہیں ان کی اعلیٰ نمبروں میں کامیابی کے لئے تمام بزرگان کی خدمت میں دردمندانہ دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار سید صباح الدین متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

ہر قسم اور ہر ماڈل
کے موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹر س کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے
AUTOWINGS
آٹو ونگس
32 SECOND MAIN ROAD
C.I.T. COLONY　MADRAS – 600004.
PHONE NO. 76360.

لائبیریا کے قصبہ سانوے میں احمدیہ کالج کے متعلق مسٹر ورنر کا تبصرہ

(بقیہ صفحہ اوّل)

اس موقع پر میں ممبران جماعت احمدیہ پاکستان کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جو سانوے میں تعلیم کی ترویج کے لئے اس قدر کوشاں ہیں۔

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بنی نوع انسان کی خدمت کے کام کو جاری رکھنے کی توفیق سے نوازے۔"

ضروری اعلان

نظارت ہذا میں بعض جماعتوں کی طرف سے اس قسم کی اطلاعات ملی ہیں کہ سفید کپڑوں میں ملبوس بعض غیر معروف آدمی جو اپنے آپ کو سرکاری خفیہ محکمہ کے کرمچاری بتاتے ہیں جماعت کے عہدیداران یا افراد کو مل کر جماعت احمدیہ کے افراد کی تعداد۔ ان کے پتہ جات۔ مکانات اور کاروبار نیز دیگر کئی قسم کی معلومات مہیا کرنے کے لئے کہتے ہیں۔ اور اس قسم کی تفاصیل لکھ کر دینے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ ایک جماعت کی طرف سے یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ جب جماعت کے دوستوں نے اس قسم کی معلومات کا مطالبہ کرنے والے کرمچاری سے شناختی کارڈ (IDENTITY CARD) دکھانے کا مطالبہ کیا تو وہ نام نہاد کرمچاری وہاں سے کھسک گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری مرکزی اور صوبائی سرکاروں کی طرف سے اس قسم کی معلومات حاصل کرنے کے لئے خفیہ محکمہ کے کرمچاریوں کو کوئی ہدایت نہیں دی گئی ہے۔ جماعت کے مخالفین نے اسی قسم کا حربہ ہمسایہ ملک میں بھی استعمال کر کے جماعت کو نقصان پہنچایا ہے۔ لہذا احباب جماعت کو اس بارہ میں آئندہ پوری احتیاط کرنی چاہئیے اور پرائیویٹ لباس میں ملبوس جو آدمی بھی حالات دریافت کرنے آئے اس کو اپنا شناختی کارڈ دکھانے کے لئے کہا جائے۔ اور پوری طرح تسلی کئے بغیر کوئی کارروائی نہ کی جائے۔ نیز جماعت کا ہر فرد ایسے کرمچاریوں کو اطلاعات دینے کا مجاز نہیں ہے۔ بلکہ انہیں جماعت کے امیر صاحب یا صدر صاحب یا کسی ذمہ دار عہدہ دار کے پاس لے جائے۔ اللہ تعالےٰ احباب جماعت کا حافظ و ناصر ہو اور مخالفین کے شرور سے محفوظ رکھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

یہ بابرکت دعا کثرت کے ساتھ پڑھنی چاہئیے۔

ناظر امور عامہ قادیان

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے سلسلہ میں

اخلاص کا شاندار مظاہرہ

نظارت ہذا کی طرف سے جماعتوں کی خدمت میں یہ تحریک بھجوائی گئی تھی کہ چونکہ ہمارے مخالفین صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کی عظمت کا اندازہ کر کے گھبرا اُٹھے ہیں اور انہوں نے مخالفت تیز کر دی ہے۔ اس لئے ہماری طرف سے اُن کو عملی جواب یہ ہونا چاہیئے کہ ہم اشاعت اسلام کے لئے اپنی قربانیوں کا معیار اونچا کریں۔ اور خاص طور پر صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے وعدوں میں اضافہ کریں۔

چنانچہ شاہجہان پور سے محترم ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی کا خط آیا ہے کہ اُن کے خاندان کے اکثر افراد نے اپنے وعدے دوگنے کر دیئے ہیں۔ قادیان کے بعض درویشوں نے بھی اپنے وعدوں میں قابل قدر اضافہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر بخشے آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

ضروری تصحیح بسلسلہ وصیت نمبر ۱۴۰۷۲

مکرمہ مسماۃ ... صاحبہ مرحومہ کی وفات کے بعد اُن کے خاوند مکرم محمد یونس صاحب سورو نے اس بناء پر کہ مرحومہ کی زندگی میں وصیت کرنے کی خواہش تھی اس لئے ان کی طرف سے وصیت پیش کی تھی۔ چونکہ یہ سپیشل کیس ہونے کی وجہ سے خصوصی کارروائی کا متقاضی تھا لیکن دفتری غلطی سے روٹین وصایا میں ... اخبار بدر ۱۷؍ اکتوبر ۱۹۷۴ء کے پرچہ میں زیر نمبر ۱۴۰۷۲ اشاعت ہو گئی ہے جو درست نہیں ہے۔ لہذا ان کی وصیت کے اعلان کو منسوخ سمجھا جائے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

تحریک جدید کے سال نو کا آغاز

از حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب وکیل الاعلیٰ تحریک جدید

احباب کرام! السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریک جدید پر یکم نبوت (نومبر) سے اکتالیسواں سال چڑھا ہے۔ اس مبارک تحریک کے عظیم الشان نتائج ظاہر و باہر ہیں۔ جماعت احمدیہ پاکستان کے موجودہ بے مثال ابتلاء میں بیرونی ممالک کی جماعتوں سے عظیم اعانت و نصرت ہوئی ہے۔ اور اکثر بیرونی جماعتیں تحریک جدید کے ذریعہ قائم ہوئیں۔ اور مجاہدین تحریک جدید اس کے اجر کے مستحق ہیں۔

اس بابرکت تحریک کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ منارۃ المسیح کی تعمیر جیسی یادگار یہ تحریک ہے۔ اور اس میں شرکت کرنے والوں کو اُن کی وفات کے ہزاروں سال بعد بھی اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ اس لئے کہ تبلیغ اسلام کی ایک بہت بڑی بنیاد اس کے ذریعہ رکھی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سب کو حسب سابق بصد شوق اور جلد اپنے وعدے لکھوانے اور السابقون الاولون میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان میں عید کی قربانیوں کیلئے دوست جلد اطلاع دیں

حسب سابق امسال بھی عید الاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں بیرونجات کے احباب جماعت کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ایسا کرنے سے ایک تو آسانی کے ساتھ ان صاحب کے ذمہ کا فرض ادا ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی قربانی کے گوشت سے قادیان میں مقیم احباب استفادہ کر سکتے ہیں۔

لہذا اس اعلان کے ذریعہ سے دوستوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے لئے قربانی کے جانور کی رقم جلد از جلد مجھے بھجوا دیں۔ تاکہ انتظام میں سہولت رہے۔ اس وقت قادیان میں قربانی کے جانور کی قیمت ۱۳۰ تا ۱۵۰ روپے ہے۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

پاکستان بھیجے جانیوالے خطوط

احباب کو علم ہے کہ ۱۵؍ اکتوبر سے پاکستان براہ راست ڈاک آنی اور جانی شروع ہو گئی ہے ہندوستان سے جانے والے پوسٹ کارڈ پر 55 پیسے اور عام لفافہ پر 80 پیسے کے ٹکٹ لگتے ہیں۔ جو دوست پاکستان خط لکھیں وہ اس قدر ٹکٹ لگانے نہ بھولیں۔ ورنہ آپ کا خط بیرنگ ہو کر مکتوب الیہ کو ڈبل خرچ ادا کرنا پڑے گا۔ پس خط لکھنے والے دوست خاص طور پر اس کا خیال رکھیں۔ تا ناواجب طور پر بیرنگ کا خرچ نہ پڑے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

منظوری انتخاب عہدیداران

مکرم سید ابو الصالح صاحب صدر ... احمدیہ ... کے عہدہ کی سابقہ اعلان کے مطابق مشروط منظوری کو ختم کرتے ہوئے انہیں اب اس عہدہ کیلئے مستقل منظوری دی جاتی ہے۔

ناظر اعلےٰ قادیان